نشانے پر ہے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم
مفتی محمد چمن زمان نجم القادری
رئیس جامعۃ العین سکھر

ابنِ زَہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے

بَل بے اَو مُنکرِ بے باک یہ زَہرا تیرا

از قلم: مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

پارہائے صُحُف غنچہائے قُدس — اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خیرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر — اُنکی بے لَوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ — حجلۂ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس رِدائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حسنِ مجتبیٰ سیّدُ الاسخیا — راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اَوجِ مہرِ ہُدیٰ ' موجِ بحرِ ندیٰ — روح روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی — چاشنی گیر عِصمت پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ بلا شاہِ گلگُوں قبا — بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

دُرِّ دُرجِ نجف مہرِ برجِ شرف — رنگِ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق — بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جلوگیّانِ بیتُ الشّرف پر درود — پردگیّانِ عفّت پہ لاکھوں سلام

فہرست

مریم از یک نسبت عیسی عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمة للعالمین — آن امام اولین و آخرین

آنکه جان در پیکر گیتی دمید — روزگار تازه آئین آفرید

بانوی آن تاجدار «هل اتی» — مرتضی مشکل گشا شیر خدا رضی اللہ عنہ

پادشاه و کلبه ئی ایوان او — یک حسام و یک زره سامان او

مادر آن مرکز پرگار عشق — مادر آن کاروان سالار عشق رضی اللہ عنہ

آن یکی شمع شبستان حرم — حافظ جمعیت خیر الامم

تا نشیند آتش پیکار و کین — پشت پا زد بر سر تاج و نگین رضی اللہ عنہ

وان دگر مولای ابرار جهان — قوت بازوی احرار جهان رضی اللہ عنہ

در نوای زندگی سوز از حسین — اهل حق حریت آموز از حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله الطيبين واصحابه الطاہرين

شرفِ نسب وہ خوبی ہے جس کا انکار دورِ جاہلیت کے جاہلیوں نے بھی نہیں کیا۔ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

شرف النسب مما اعتبر جاهلية وإسلاما

یعنی شرفِ نسب وہ چیز ہے جس کا اعتبار جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا اور اسلام میں بھی۔ (روح المعانی 13/316)

لیکن انتہائی دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جاہلیوں کو جو بات سمجھ آگئی، آج کے پڑھے لکھے لوگ اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں، یا شاید سمجھنے کے باوجود جان بوجھ کر تجاہل سے کام لے رہے ہیں۔

چند دن قبل مفتی منیب الرحمن صاحب نے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی یاد میں منائی جانے والی کانفرنس میں گفتگو فرمائی۔ گفتگو کیا تھی، تاجدارِ صداقت کی یاد میں ہونے والی کانفرنس کے اندر سیدنا صدیقِ اکبر کے حوالے سے گفتگو کم اور ساداتِ کرام کے خلاف غصہ کا اظہار زیادہ تھا۔ دورانِ گفتگو مفتی منیب الرحمن صاحب نے فرمایا:

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

اگر کوئی کچی فکر کا لڑکا اس قسم کے جملے بولتا تو انہیں اس کی حماقت کا نتیجہ قرار دیا جاتا۔ لیکن جب یہ جملے بہت بڑی مسند پر فائز ایک معمر شخصیت کی زبان سے سننے کو ملے تو اس کے پیچھے کار فرما فکر کا احساس ہوتے ہی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وہ شخصیت جنہیں سنی اپنا قائد، مقتدا و پیشوا بنائے بیٹھے ہیں۔۔۔ان کی فکر سنی فکر سے کس قدر الگ تھلگ ہے۔۔۔!!!

سادات کی تعظیم و تکریم تو سنی کی "فکری گھٹی" میں شامل ہوتی ہے۔۔۔ مفتی صاحب نے یہ کیا بول دیا کہ:

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

کہنے کو تو یہ چند جملے تھے، لیکن اپنے پیچھے چھپی سنیت سے بالکل جدا سوچ کو عریاں کرنے کے لیے کافی تھے۔

اس سے پہلے بھی مفتی منیب الرحمن صاحب کے حوالے سے ایسی باتیں سامنے آتی رہتی ہیں جن کے مجموعہ کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ:

"مفتی منیب الرحمن صاحب اہلِ سنت کے طرزِ عمل سے بالکل بیزار ہیں۔"

پیرانِ عظام کے خلاف تبصرہ ہو یا معمولاتِ اہلِ سنت کے خلاف حاشیہ طرازی۔۔۔ مفتی منیب الرحمن صاحب اس سلسلے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ جو باتیں ہمیں اہلِسنت کے دشمنوں سے سننے کو نہیں ملتیں وہ ہمیں اپنے ہی اسٹیج پر مفتی منیب الرحمن صاحب سے سننے کو مل جاتی ہیں۔

بادی النظر میں کہا جا سکتا ہے کہ:
مفتی منیب الرحمن صاحب اصلاح چاہتے ہیں اور اسی کے پیشِ نظر اس قسم کی سختی فرماتے ہیں۔
لیکن کیا وجہ ہے کہ یہ سختی فقط معمولاتِ اہلِسنت ہی کے بارے میں کیوں؟
یہ سختی فقط پیرانِ عظام و ساداتِ کرام کے خلاف ہی کیوں؟
اگر بد مذہبوں کے ساتھ تعلقات کو دیکھا جائے تو مفتی منیب الرحمن صاحب ان کے بارے میں جس قدر نرم گوشہ کے حامل ہیں، اس کا دسواں حصہ بھی بیچارے سنیوں کے حق میں نہیں آیا۔۔۔
بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنی ہو یا ان کے ساتھ دوستانہ ماحول میں میل جول۔۔۔
بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کو "اہلِسنت اتحاد" کا نام دینا ہو یا بد مذہبوں کے اسٹیج پر "سارے سنی بھائی بھائی کا نعرہ" ہو۔۔۔
ناموسِ صحابہ کے عنوان پہ "معاویہ کی سیاست زندہ باد" کا نعرہ ہو یا کسی گستاخِ اہلِ بیت کو پاک کرنا ہو۔ اور گستاخ بھی ایسا جو متعدد مجالس و محافل میں اعلانیہ طور پہ آلِ رسول ﷺ کے خلاف زہر اگل چکا ہو۔۔۔ لیکن جب وہ مفتی منیب صاحب کے دربار میں آکر صرف "ایک" مجلس کے بارے میں "پیپر ریڈنگ" کر لے تو مفتی منیب صاحب جھٹ سے اس کے لیے دعا فرما کر اس کی "پیپر ریڈنگ" کو پوری دنیا میں نشر فرما دیتے ہیں، جس سے اسے "سارے کیے دھرے" سے کلین چٹ مل جاتی ہے۔۔۔

حالانکہ سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبیغ بن عسل کی توبہ کے بعد سال بھر لوگوں کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا تھا اور اس کے بعد میل جول کی اجازت تو دے دی لیکن اس سے محتاط رہنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا تھا۔

بہر حال ان ساری باتوں کی گنجائش مفتی منیب الرحمن صاحب کے پاس موجود ہے۔ حتیٰ کہ یزید پلید کے لیے بھی کچھ نا کچھ گنجائش موجود ہے۔۔۔ اگر نہیں ہے تو:

- ❖ ساداتِ کرام کے لیے نرم گوشہ نہیں۔۔۔
- ❖ پیرانِ عظام کے لیے کوئی نرمی نہیں۔۔۔
- ❖ معمولاتِ اہلسنت کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔۔۔

ساداتِ کرام ہوں یا پیرانِ عظام یا معمولاتِ اہلِسنت۔۔۔ جب مفتی منیب الرحمن صاحب کی زبان سے ان کے خلاف تبصرہ سننے کو ملتا ہے تو کوئی ہوشمند شخص نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب ان امور کی اصلاح کے خواہاں ہیں۔۔۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ مفتی صاحب ان امور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے تمنائی ہیں۔۔۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مفتی منیب الرحمن صاحب نے اسی گفتگو کے دوران فرمایا:

"سنہ 2000 سے پہلے سید السادات ، فخر السادات ، امام السادات قسم کے القاب ہم نے نہیں سنے تھے.... اب جن کا دامن خالی ہو گیا وہ ان القاب کی پناہ لینے آ گئے ہیں"

معمولی سی عقل کا حامل بھی سمجھ سکتا ہے کہ:

❖ یہ اعتراض سیدھا سیدھا ساداتِ کرام پہ ہے۔۔۔

❖ اور جن ساداتِ کرام کو "سید السادات، فخر السادات، امام السادات" قسم کے القاب دیئے جاتے ہیں، مفتی منیب صاحب بالخصوص انہی کو نشانہ بنا رہے ہیں۔۔۔

❖ نیز ان القاب کے حامل سادات کے دامن کو مفتی منیب الرحمن صاحب "خالی" قرار دے رہے ہیں۔۔۔فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ہم مفتی منیب صاحب سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

- پورے ملک میں آپ کو سب سے زیادہ قابلِ اعتراض شخصیات صرف ساداتِ کرام ہی نظر آتے ہیں کہ "تاجدارِ صداقت" کانفرنس میں بھی آپ نے ساداتِ کرام کی کلاس لینا لازمی سمجھا؟
- اگر آپ سادات کے گھرانے میں پیدا نہیں ہوئے تو کیا اس میں ساداتِ کرام کا کوئی قصور و کوتاہی ہے کہ جس کا بدلہ آپ ساداتِ کرام سے لے رہے ہیں؟
- ہم یہ نہیں کہیں گے کہ جہاں اصلاح کی حاجت ہو وہاں اصلاح نہ کی جائے، لیکن آپ کا طرزِ عمل "اصلاح" کہلانے کے بجائے "دشمنی اور عداوت" نام پانے کا زیادہ مستحق ہے۔
- کیا سادات کے بارے میں امام احمد رضا کی فکر وہی ہے جو آپ کے طرزِ گفتگو سے واضح ہو رہی ہے؟

- اور جس انداز میں آپ نے کہا کہ:

"اب جن کا دامن خالی ہو گیا وہ ان القاب کی پناہ لینے آ گئے ہیں"

کیا ان الفاظ کے ساتھ آپ نے دورِ حاضر کے ان تمام سادات کو "خالی دامن" نہیں کہہ دیا جن کے ناموں کے ساتھ یہ القاب لگائے جارہے ہیں؟

- آپ کے اختلافات تو گنتی کے چند ساداتِ کرام سے چل رہے ہیں، باقی ساداتِ کرام کو آپ جانتے تک نہیں۔ پھر آپ نے جس عموم واطلاق کے ساتھ یہ جملہ بولا کہ:

"اب جن کا دامن خالی ہو گیا وہ ان القاب کی پناہ لینے آ گئے ہیں"

کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ اس کی زد میں کون کون سے ساداتِ کرام آگئے ہیں؟؟؟

- جو جملے آپ نے "ساداتِ کرام" کے لیے بولے وہی جملے "علما " کے لیے کیوں نہیں بولتے؟

- کیا آج کے دور کے، بلکہ خود آپ کے ادارے کے علماء اور متخصصین صرف پچاس سال پہلے کے علماء کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟

اگر آپ کے پاس اپنے ادارے کے فضلاء میں سے کوئی ایسا نام ہو تو اس کا اظہار ضرور کیجیے گا تا کہ ہم بھی ایسی نابغۂ روزگار شخصیت سے استفادہ کر سکیں۔۔۔ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو پھر یہ سارا غم وغصہ ساداتِ کرام کے خلاف ہی کیوں؟؟؟

- اگر اصلاح مقصود ہے تو اس کی حاجت ہم سب کو ہے۔ پھر خاص طور پر ساداتِ کرام کے خلاف محاذ کھڑا کرنا "ساداتِ کرام کے معاملے میں تنگ دلی" نہیں تو اور کیا ہے؟

مفتی منیب الرحمن صاحب نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا:

"اگر نام سے پہلے بھی شاہ ہے ، نام کے بعد بھی شاہ ہو ، کوئی ڈبل شاہ ہو ، جب تک شریعت کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہمارا مقتدا نہیں ہو سکتا"

مفتی منیب الرحمن صاحب کی یہ گفتگو سنتے ہی زبان سے نکلا:

گر ہمی مکتب و ہمی مُلّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شد۔

مفتی صاحب کے مزاج کی خشکی تو مشہور ہے لیکن آپ ساداتِ کرام کے لیے اس قدر تنگ دل ثابت ہوں گے۔۔۔ ایسا کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

مفتی صاحب کی اس گفتگو پہ ہمارا اعتراض یہ نہیں کہ انہوں نے ایسی شخصیت کے مقتدا ہونے کی نفی کیوں کی۔۔۔ ظاہر سی بات ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے وہ مفتی منیب صاحب ہوں یا کوئی دوسرا تیسرا، مقتدا تو جبھی بن سکتا ہے جبکہ وہ شریعت کے معیار پر پورا اترے۔۔۔۔ لہذا مقتدا ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ہم بات نہیں کر رہے۔

ہماری گفتگو مفتی منیب صاحب کے طرزِ تکلم اور ساداتِ کرام کے لیے استعمال کیے

جانے والے الفاظ کے بارے میں ہے۔

ظاہر سی بات ہے کہ "ڈبل شاہ" کسی غیر سید کو تو کہا نہیں گیا۔ اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ "ڈبل شاہ" کلمۂ تحقیر واستہزاء ہے۔ نیز یہ الفاظ کسی خاص "سید" کے لیے بھی نہیں بولے گئے کہ تحقیر واستہزاء کا سبب اس مخصوص سید صاحب کا ذاتی کردار قرار دیا جائے۔

لہذا ہم مفتی منیب الرحمن صاحب سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

ساداتِ کرام کے لیے آپ کے یہ کلماتِ تحقیر کسی سید صاحب کے ذاتی کردار سے ناراضگی کے نتیجے میں نکلے ہیں؟

یا:

سادات کے سادات ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کے لیے کلماتِ تحقیر استعمال کیے ہیں؟

مفتی صاحب!

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی گفتگو پہلی صورت پر تو محمول ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ آپ نے کسی خاص سید صاحب کا ذکر کیا ہی نہیں اور نہ ہی آپ کی گفتگو کا سیاق وسباق کسی خاص سید صاحب کی جانب مشیر ہے۔ جب آپ کی گفتگو کسی خاص سید صاحب کے بارے میں ہے ہی نہیں تو پھر تحقیر واستہزاء کا باعث کسی بھی شخصیت کا ذاتی کردار ہونا بالکل غیر معقول ہے۔

اور اگر آپ کی گفتگو دوسری صورت پہ محمول ہو اور آپ نے تحقیر واستہزاء ان کی

سیادت کے پیشِ نظر کی ہو تو اب آپ خود واضح فرمائیں کہ:
سید کی سید ہونے کی وجہ سے بے ادبی کی جائے تو اس پہ کیا حکم لگتا ہے؟؟؟
نیز امامِ اہلِسنت امام احمد رضا خان کے اس جملہ کی وضاحت بھی مطلوب ہے، فرمایا:
"اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقا کافر ہے۔"
(فتاوی رضویہ جلد 24 صفحہ 333)

مفتی صاحب!
آپ بڑے ہیں اور ہم آپ کے خلاف فتوی دینے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ سے آپ کی گفتگو پہ لگنے والا حکم ضرور پوچھ سکتے ہیں۔۔۔!!!

قارئینِ کرام!
بہتر ہے کہ گفتگو پہ لگنے والا "حکم" مفتی صاحب خود یا ان کے ادارے کے مفتیانِ کرام میں سے کوئی شخص بیان کرے۔ البتہ مفتی صاحب کے مذکورہ بالا جملوں سے متعلق اہلِسنت اور بالخصوص امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی رائے ہم ضرور ذکر کریں گے۔

ہماری گفتگو تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہو گی:
پہلا باب: اکرامِ سادات کے بیان میں۔
دوسرا باب: بد عمل کی تعظیم کے بیان میں۔
تیسرا باب: ولدِ عاق کے بیان میں
خاتمہ: اکرامِ اصحابِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیان میں۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ مالک کریم ہمیں بڑوں کا با ادب بنائے۔ چاہے وہ بڑے ماں باپ کی صورت میں ہوں، یا علماء و مشائخ کی صورت میں۔۔۔ صحابہ و اہلبیت کی صورت میں ہوں، یا انبیاء و ملائکہ کی صورت میں ہوں۔۔۔ اللہ کریم جل و علا ہمیں سب کا با ادب بنائے۔

از خدا جوییم توفیق ادب

بی ادب محروم گشت از لطف رب

حررہ

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

ابنِ زَہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے　　بَل بے اَو مُنکرِ بے باک یہ زَہرا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فِکر میں ہے　　کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے　　ارے میں خُوب سمجھتا ہوں مُعَمَّا تیرا

پہلا باب

اکرامِ سادات

اولاد باپ کا جزء ہوتی ہے اور کل کی تعظیم جزء کی تعظیم واجب کرتی ہے۔ اور یہ امر ایسا ظاہر باہر اور اس کا لزوم ایسا قطعی ویقینی ہے کہ اس کو سامنے رکھتے ہوئے ذاتِ باری تعالی سے وَلَد کی نفی پر دلیل قائم کی گئی۔ اللہ کریم جل وعلا کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ

(الزخرف 81)

اے حبیب! فرما دیجیے: اگر رحمن جل وعلا کے لیے بچہ ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

فإنه في الحقيقة قياس استثنائي استدل فيه بنفي اللازم البين انتفاؤه وهو عبادته صلّى الله عليه وسلّم للولد على نفي الملزوم وهو كينونة الولد له سبحانه

یہ در حقیقت قیاس استثنائی ہے جس میں لازم بین الانتفاء یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وَلَد کی عبادت" کی نفی سے ملزوم یعنی "اللہ سبحانہ وتعالی سے وَلَد کی نفی" پہ استدلال کیا گیا۔

(روح المعانی 13/104)

چند سطر قبل ملازمہ کی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

فإن حق الوالد على شخص يوجب عليه تعظيم ولده لما أن تعظيم الولد تعظيم الوالد

والد کا کسی شخص پر حق اس پر اس کی اولاد کی تعظیم واجب کرتا ہے۔ کیونکہ اولاد کی تعظیم والد (ہی) کی تعظیم بنتی ہے۔

(روح المعانی 13/103)

اسی قسم کی گفتگو تفسیر بیضاوی پھر حاشیہ کشاف میں بھی ملتی ہے، فرمایا:

قُلْ إِنْ كانَ لِلرَّحْمنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعابِدِينَ منكم فإن النبي صلّى الله عليه وسلم يكون أعلم بالله وبما يصح له وبما لا يصح له، وأولى بتعظيم ما يوجب تعظيمه ومن تعظيم الوالد تعظيم ولده

یعنی: آپ فرمایئے: اگر رحمن جل وعلا کا کوئی بچہ ہوتا تو میں تم سب سے پہلے اس کا عبادت گزار بنتا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذاتِ باری عز اسمہ اور اس کریم جل وعلا کی لیے درست ونادرست کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور جس کی تعظیم واجب ہے اس کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والے ہیں۔ اور اولاد کی تعظیم والد کی تعظیم کا حصہ ہے۔

(تفسیر بیضاوی 5/97، فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب 14/181)

یونہی ارشاد العقل السلیم میں ہے:

{إِن كَانَ للرحمن وَلَدٌ فأنا أول العابدين} أيْ لَهُ وذلكَ لأنه عليه الصلاة والسلام أعلم الناس بشؤنه تعالى وبما تجوز عليهِ وبما لا

يجوزُ وأولاهُم بمراعاةِ حقوقِه ومن مواجبِ تعظيمِ الوالدِ تعظيمُ ولدِه

یعنی: اگر رحمن جل وعلا کے لیے کوئی بچہ ہوتا میں سب سے پہلے اس بچہ کی عبادت کرنے والا ہوتا۔ اور یہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رب جل وعلا کی شانوں اور اس ذاتِ والا کے حق میں درست ونادرست کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس ذاتِ والا کے حقوق کی سب سے زیادہ رعایت کرنے والے ہیں۔ اور اولاد کی تعظیم والد کی تعظیم کے مقتضَیات سے ہے۔

(تفسیر ابی سعود 8/56)

روح البیان میں فرمایا:

قُلْ للكفرة إِنْ كانَ لِلرَّحْمنِ وَلَدٌ فرضا كما تقولون الملائكة بنات الله فَأَنَا أَوَّلُ الْعابِدِينَ لذلك الولد وأسبقكم الى تعظيمه والانقياد له وذلك لانه عليه السلام اعلم الناس بشؤونه تعالى وبما يجوز عليه وبما لا يجوز وأولاهم بمراعاة حقوقه ومن مواجب تعظيم الوالد تعظيم ولده

اے حبیب! آپ کافروں سے فرمادیجیے: اگر بالفرض رحمن جل وعلا کے لیے کوئی بچہ ہوتا جیسا کہ تم کہتے ہو کہ فرشتے اللہ جل وعلا کی بیٹیاں ہیں تو میں اس بچے کا سب سے پہلا عبادت گزار بنتا اور تم سب سے پہلے اس کی تعظیم اور اس کی فرمانبرداری بجا لاتا۔اور یہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رب جل وعلا کی شانوں اور اس ذاتِ والا کے حق میں درست ونادرست کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اس ذاتِ

والا کے حقوق کی سب سے زیادہ رعایت کرنے والے ہیں۔ اور اولاد کی تعظیم والد کی تعظیم کے مقتضیات سے ہے۔
(روح البیان 8/396)
تفسیر قرطبی میں فرمایا:
فأنا أول العابدين لذلك الولد، لأن تعظيم الولد تعظيم للوالد
یعنی: میں اس بچے کا پہلا عبادت گزار بنتا، کیونکہ بچے کی تعظیم والد کی تعظیم ہوتی ہے۔
(تفسیر قرطبی 16/119)
اگرچہ مفسرینِ کرام نے آیت کے مفاد کو لفظِ "تعظیم" سے تعبیر کیا لیکن آیۂ مبارکہ میں صراحتاً لفظِ "عبادت" مذکور ہوا۔ جو اپنے مطلب میں روزِ روشن کی طرح واضح کہ:
"اگر بالفرض کسی کا نسب معبود جل وعلا کے ساتھ جڑا ہوتا تو محض نسب ہی کی وجہ سے وہ بیٹا یا بیٹی بھی مستحقِ عبادت ہوتا اور یہ استحقاق اس درجہ کا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے اس بچے کی عبادت فرماتے۔۔۔"
کیا اس آیۂ قرآنیہ اور کلماتِ مفسرین کے ملاحظہ کے بعد کسی ایماندار کے پاس یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ:
کسی بڑے باپ کا بیٹا یا بیٹی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اولاد کی تعظیم وتکریم صرف اور صرف اس کے ذاتی کردار کی وجہ سے کی جائے گی۔ اگر اولاد کا اپنا کردار اچھا ہو گا تو وہ تعظیم کے لائق ہوں گے، اور اگر :

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

تعظیمِ سادات تعظیمِ مصطفی ﷺ کا مقتضیٰ ہے

ائمۂ دین نے جابجا تصریح کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اولادِ امجاد، آپ ﷺ کی ذریت شریفہ اور آپ ﷺ کی ازواج واصحاب کی تعظیم کی جائے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی نے شفا شریف میں مستقل فصل باندھی اور فرمایا:

فصل ومن توقيره صلى الله عليه وسلم وبره بر آله وذريته وأمهات المؤمنين أزواجه

فصل: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی آل، آپ ﷺ کی ذریت اور آپ ﷺ کی ازواج امہات المؤمنین کے ساتھ بھلائی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توقیر اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ بھلائی کے باب سے ہے۔

(الشفا 2/47)

اسی میں فرمایا:

وقال صلى الله عليه وسلم معرفة آل محمد صلى الله عليه وسلم براءة من النار وحب آل محمد جواز على الصراط والولاية لآل محمد أمان من العذاب

اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی "پہچان"

آگ سے نجات (کا ذریعہ) ہے اور آل محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے "محبت" پل سے گزرنے کا سبب ہے اور آلِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولایت (مدد ونصرت اور دوستی) عذاب سے امان ہے۔

اس کے بعد قاضی عیاض مالکی نے فرمایا:

قال بعض العلماء معرفتهم هي معرفة مكانهم من النبي صلى الله عليه وسلم وإذا عرفهم بذلك عرف وجوب حقهم وحرمتهم بسببه

بعض علماء نے فرمایا: آلِ محمد کی معرفت (کا مطلب) دربارِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لحاظ سے ان کے مقام ومرتبہ کی معرفت کا نام ہے۔ اور جب کوئی شخص آلِ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس اعتبار سے پہچان لے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وجہ سے ان کے حق کا وجوب اور ان کی حرمت بھی پہچان لے گا۔

(الشفا 2/47، 48)

مزید فرمایا:

وقال صلى الله عليه وسلم (من أهان قريشا أهانه الله)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قریش کی توہین کی، اللہ جل وعلا اسے رسوا کرے گا۔

(الشفا 2/49)

اسی میں ہے:

وقال صلى الله عليه وسلم (قدموا قريشا ولا تقدموها)

اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو آگے بڑھاؤ اور ان سے آگے مت

بڑھو۔

(الشفا2/49)

مسئلہ تعظیمِ سادات بدیہیات سے ہے

اور سچ یہ ہے کہ اس باب میں کسی لمبے چوڑے استدلال کی ضرورت ہی نہیں۔ معمولی سی عقل کا حامل بھی اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ:

کُل کی تعظیم واجب ہو تو جزء کی تعظیم بھی ضروری ہوتی ہے، جزء کی بے ادبی کر کے کل کی تعظیم ممکن نہیں۔

اور یہ بات بھی عقلا شرعا ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا جزء ہیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ زہراء، سیدنا قاسم، سیدنا عبد اللہ، سیدنا ابراہیم تو بلا واسطہ جزء ہیں۔ اور اولادِ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا، سیدہ زہراء کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا جزء ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم واجب بلکہ اعظم فرائض سے ہے تو اولادِ رسول جو آپ ﷺ کا جزء ہیں ان کی تعظیم کیونکر اعظم فرائض سے نہ ہو گی؟

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالی نے شریف سمہودی کے حوالے سے نقل فرمایا:

ومعلوم أن أولادها بضعة منها فيكونون بواسطتها بضعة منه صلّى الله عليه وسلّم، وهذا غاية الشرف لأولادها

اور یہ بات واضح ہے کہ سیدہ فاطمہ زہراء کی اولاد آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا جزء ہیں،

پس اولادِ سیدہ فاطمہ زہراء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جزء ہوئیں۔۔۔اور یہ بات سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے لیے انتہائی شَرَف والی بات ہے۔

(روح المعانی13/315)

علامہ زرقانی نے شریف سمہودی کے جو الفاظ نقل کیے وہ کچھ اس طرح ہیں:

ومعلوم أن أولاد فاطمة بضعة منها، فيكونون بواسطتها بضعة منه، ومن ثم لما رأت أم الفضل في منامها أن بضعة منه وضعت في حجرها أوله النبي صلى الله عليه وسلم، بأن فاطمة تلد غلامًا، فيوضع في حجرها فولدت الحسن، فوضع فيه، فكل من يشاهد الآن من ذريتها بضعة من تلك البضعة، وإن تعددت الوسائط، ومن تأمل ذلك انبعث من قبله دواعي الإجلال لهم، وتجنب بغضهم على أي حال كانوا.

اور یہ بات واضح ہے کہ سیدہ فاطمہ کی اولاد سیدہ کا جزء ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جزء ہوئے۔یہی وجہ ہے کہ جب ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدن کا ٹکڑا ام الفضل کی گود میں آیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ: سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہو گا جو ام الفضل کی گود میں آئے گا۔ پھر سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی اور آپ ام الفضل کی گود میں تشریف لائے۔

اس وقت جتنی بھی اولادِ سیدہ فاطمہ نظر آرہی ہے وہ ساری کی ساری اسی جزء مقدس کا جزء ہیں، چاہے واسطے کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

جو شخص اس بات پر توجہ رکھے اس کے اندر سے ساداتِ کرام کے لیے اجلال واکرام کے تقاضے پھوٹ پڑتے ہیں اوروہ ان ہستیوں کے بغض سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، وہ کسی بھی حالت پہ کیوں نہ ہوں۔

(شرح زرقانی علی المواہب 7/274)

اس باب میں ایک آیت کافی

سچ یہ ہے کہ: آلِ رسول ﷺ کی تعظیم وتکریم کے سلسلے میں جس قدر لکھا جائے، کم ہے۔ البتہ اہلِ انصاف کے لیے اس قدر کافی کہ:

رسول اللہ ﷺ نے لا تعداد نوازشوں، عنایتوں، مہربانیوں، بندہ نوازیوں، بے پناہ کرم، جود وسخا کے بدلے میں امت سے کسی چیز کا تقاضانہ فرمایا۔ گر فرمایا تو اس قدر:

لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى

یعنی: اس سب کچھ پر میں تم سے "میرے قرابت والوں سے مودت" کے علاوہ کسی اجر وبدلے کا تقاضا نہیں کرتا۔

(سورۃ الشوری آیت 23)

کیا امتی کی نظر میں اپنے آقا ومولا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے احسانات کی اتنی قدر وقیمت بھی نہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے اس فرمان کے تقاضوں کو پورا کر سکیں؟

وہ کریم آقا ﷺ تو راتوں کو روتے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔۔۔وہ کونسی گھڑی ہے جس میں رؤف ور حیم آقا ﷺ نے اپنی امت کو یاد نہیں کیا؟ دنیا میں رہے تو امت کا غم ستاتا رہا۔ قبر میں تشریف لے گئے تو امت کی بھلائی کی دعاؤں میں مصروف ہیں۔ کل روزِ قیامت جب ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز رشتہ دار سب چھوڑ دیں گے تو اس وقت بھی کام آئیں گے تو یہی آقا صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم۔

بقول امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی:

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں	کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھ بلائیں کروڑوں دشمن	کون بچائے؟ بچاتے یہ ہیں
اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کا	پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا	پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
نزعِ روح میں آسانی دیں	کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں
ماں جب اکلوتے کو چھوڑے	لطف وہاں فرماتے یہ ہیں
باپ جہاں بیٹے سے بھاگے	آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

ان کے احسانات تو وہ ہیں کہ جن کا بدلہ کجا، انسانی زندگیاں ان احسانات کو محض گننے میں ہی ختم ہو جائیں۔۔۔

لیکن ان احسانات کے بدلے میں کچھ تقاضا نہیں۔۔۔اور نہ ہی امت اس لائق کہ ان احسانات کے بدلے میں کچھ پیش کر سکیں۔۔۔

بقولِ شاعر:

کیا پیش کروں آقا کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

لیکن ان احسانات کے مقابلے میں گر تقاضا فرمایا تو فقط اپنے اہلِ قرابت کی مودت کا۔۔۔

اور امتی کا جواب سنیے۔۔۔ امتی کہتا ہے:

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

کیا وفاداری کا تقاضا یہی ہے؟
کیا رسول اللہ ﷺ کے احسانات کا بدلہ ایسے ہی چکایا جا سکتا ہے؟
کیا ہماری نظروں میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے احسانات کی قدر و قیمت اتنی بھی نہیں کہ ہم آلِ رسول ﷺ کا ادب محض اس نسبت کی وجہ سے کر سکیں جو نسبت انہیں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہے؟

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر، کرے فیض وجُود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر، تیرے دل میں کس سے بخار ہے؟

ابنِ زَہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے — بَل بے اَو مُنکرِ بے باک یہ زَہرا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فِکر میں ہے — کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا
حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے — ارے میں خُوب سمجھتا ہوں مُعَمَّا تیرا

قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت

یوں تو ایماندار کو اس فرمانِ عالی کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔ اور منکر کے لیے ہزاروں دلائل بھی کوئی معنی نہیں رکھتے۔

لیکن اربابِ محبت کے لیے "شیخ محیی الدین ابنِ عربی" رحمہ اللہ تعالی کے چند کلمات ذکر کرنا چاہوں گا، جس سے ان کے مشامِ جان معطر و مشکبار ہو جائیں گے۔ (ان شاء اللہ جل وعلا)

ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی اہلِ بیتِ کرام کی تعظیم وادب کے حوالے سے فرماتے ہیں:

جب تمہاری نظر میں واضح ہو گیا کہ:

دربارِ خداوندی میں اہلِ بیت کا مقام ومرتبہ کیا ہے اور (یہ بھی معلوم ہو گیا کہ) کسی مسلمان کو نہیں چاہیے کہ:

اہلِ بیت کے کسی بھی (فرد کی کسی بھی) فعل پر کسی بھی صورت میں مذمت کرے۔۔۔!!!

اہلِ بیت کی مذمت کرنے والے کو جان لینا چاہیے کہ یہ برائی خود اسی کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اگر اہلِ بیت (میں سے کوئی فرد) کسی شخص پہ ظلم کرے تو یہ ظلم خود اِس کی اپنی سوچ کے مطابق ظلم ہے۔ در حقیقت ظلم نہیں۔۔۔ بھلے ظاہر شرع اس پر ادائیگی کا حکم لگائے (جب بھی وہ حقیقت میں ظلم نہیں۔)

بلکہ (حق یہ ہے کہ) اہلِ بیتِ کرام (میں سے کسی شخصیت) کے ہمارے حق میں ظلم

کا نفسِ امر اور واقع میں حکم "ہم پر مال و جان کے ڈوب جانے، جل جانے یا دیگر ہلاک کرنے والے امور جس سے کوئی شخص جل جائے، اس کے پیاروں میں سے کوئی مر جائے، یا خود اس پر مصیبت آ جائے (ان امور کی) تقدیر الٰہی جاری ہونے کی مانند ہے۔ (یعنی جیسے تقدیرِ الٰہی سے اس قسم کے نقصانات ہو جاتے ہیں جس میں بندے کو کوئی اختیار نہیں۔ اہلِ بیتِ کرام کی جانب سے کسی کے ساتھ کوئی معاملہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے بھی تقدیرِ الٰہی کی مانند سمجھے۔)

پھر فرمایا:

(جب) یہ ساری چیزیں جو بندے کی غرض کے موافق نہیں (لیکن تقدیرِ الٰہی سے اسے پیش آئیں تو) اس کے لیے جائز نہیں کہ خالقِ کائنات کی قضا و قدر کو برا بھلا کہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرے۔ اور اگر اس مرتبہ سے نیچے ہے تو صبر کرے اور اگر اس سے اوپر ہے تو شکر کرے۔

کیونکہ اس کے پہلوؤں میں اس مصیبت زدہ کے لیے خالقِ کائنات کی بہت سی نعمتیں ہیں اور جسے ہم نے ذکر کیا (یعنی شکر یا تسلیم و رضا یا کم از کم صبر) اس کے علاوہ میں اس کے لیے کوئی خیر نہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ صرف بے صبری، ناخوشی و ناراضی اور دربارِ خداوندی کی بے ادبی ہی ہے۔

(پس جیسے تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ شکر، تسلیم و رضا یا کم از کم صبر سے کرنا چاہیے) یونہی مسلمان کو چاہیے کہ ہر وہ چیز جو اہلِ بیت کی طرف سے اس کو درپیش ہو، مال، جان، عزت، اہل، اولاد کے معاملے میں۔۔۔ ہر چیز کے مقابلے میں تسلیم و رضا اور صبر کا

مظاہرہ کرے اور اہلِ بیت میں سے کسی کی مذمت نہ کرے۔

بھلے اہلِ بیتِ کرام پر (اس قسم کے معاملات کی وجہ سے) ازروئے شرع طے شدہ احکام متوجہ ہوں۔۔۔ پھر بھی یہ چیز قابلِ اعتراض نہیں بلکہ سادات کے معاملات کو تقدیرِ الٰہی کے مرتبہ میں ہی سمجھے۔

پھر فرمایا:

ہم نے اہلِ بیتِ کرام کو برا بھلا کہنے سے اس لیے روکا، کیونکہ اللہ جل وعلا نے انہیں ہم سے اس چیز کے ساتھ ممتاز کر دیا جس میں ہمارا ان کے ساتھ کوئی مقام نہیں۔

پھر فرمایا:

رہی بات شرعی حقوق کی ادائیگی کی تو (وہ افرادِ اہلِ بیت کو ادا کرنا پڑیں گے۔) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہود سے قرض لیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ مطالبہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب سے بہتر ممکنہ طریقے سے ادا کر دیتے۔ اور اگر یہودی آپ کے دربار میں زبان درازی کرتا تو آپ ﷺ فرماتے:

اسے چھوڑ دو کیونکہ حقدار بات کر سکتا ہے۔

شیخ محیی الدین ابن عربی نے مزید فرمایا:

احکام مقرر کرنا رب جل وعلا کا کام ہے، جیسے چاہے جس حال میں چاہے مقرر فرمائے۔ تو یہ حقوقِ الٰہیہ ہیں (جن کی ادائیگی ساداتِ کرام پہ لازم ہے) لیکن اس کے باوجود اللہ جل وعلا نے اہلِ بیت کی مذمت نہ فرمائی۔

اور ہم تو گفتگو کر رہے ہیں ان حقوق کے بارے میں جو ہمارے اپنے ہیں اور جن کا

مطالبہ ہم کرسکتے ہیں۔ پس ہمیں اختیار ہے کہ ہم حق لیں یا چھوڑ دیں۔۔۔ اور اپنا حق چھوڑ دینا تو عام حالات میں بھی افضل ہے، چہ جائیکہ جب اہلِ بیت کا معاملہ ہو۔(ایسی صورت میں حق سے دستبر داری انتہائی مؤکد ہے۔)

اور ہمیں تو (عام مسلمانوں میں سے) کسی کی مذمت کا اختیار نہیں، پھر اہلِ بیت کی مذمت ہم کیسے کرسکتے ہیں؟

مزید فرمایا:

جب ہم اپنے حقوق کے مطالبہ سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور اہلِ بیت ہم سے جو کچھ لیں اس سے در گزر کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ جل وعلا کے ہاں ہمارے لیے نعمتِ عظمی وبلند مقام ہو گا۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکمِ خداوندی سے ہم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں فرمایا سوائے "اپنے قرابت داروں کی مودت کے" اور اس میں رشتہ جوڑنے کا راز ہے۔

اور جو شخص باوجود قدرت کے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سوال قبول نہ کرے تو کون سا منہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سامنا کرے گا اور آپ ﷺ کی شفاعت کا امید وار بنے گا؟؟؟ حالانکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے اہلِ قرابت کی مودت کے مطالبہ کو پورا نہ کیا تھا۔۔۔!!!

شیخ محیی الدین ابنِ عربی نے فرمایا:

(یہ حق تو تمام اہلِ قرابت کا ہے) پھر اہلِ بیت کا معاملہ کیا ہو گا کیونکہ وہ تو "اہلِ

قرابت" میں سے سب سے خاص لوگ ہیں۔

پھر فرمایا:

فرمانِ خداوندی میں لفظِ (محبت نہیں بلکہ لفظِ) "مودت" ہے۔ اور مودت "محبت پر ثابت قدم وبر قرار" رہنے کا نام ہے۔ کیونکہ جس کی محبت کسی معاملے میں "بر قرار" ہو (ایسی محبت) ہر حال میں ساتھ رہتی ہے۔ جب (اہلِ بیتِ کرام کی) مودت ہر حال میں ساتھ رہے گی تو اہلِ بیت کی طرف سے اسے پیش آنے والے کسی ایسے معاملہ جس کے مطالبہ کا اسے اختیار ہو، ایسے معاملہ میں اہلِ بیت سے مؤاخذہ نہیں کرے گا بلکہ ازراہِ "محبت" اور اپنی ترجیح سے چھوڑ دے گا نہ کہ قلب پر گرانی کی حالت میں (اسے اپنا حق چھوڑنا پڑے۔)

سچے عاشق کا کہنا ہے:

محبوب جو کام کرے وہ محبوب ہی ہے۔۔۔

ابنِ عربی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

اس شخص نے محبت کی بات کی ہے (یعنی جب محبت سچی ہو تو محبوب کی ہر بات اور ہر کام محبوب ہی ہوتا ہے) پھر مودت کا حال کیا ہو گا (جب کہ مودت کا درجہ محبت سے بلند وبالا ہے۔)

اسی معنی میں ایک اور شخص نے کہا:

میں محبوبہ کی محبت میں سیاہ فام لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔ حتی کہ میں اپنی محبوبہ کی محبت میں کالے کتوں سے محبت کرتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ: کالے کتے اس عاشق کو نوچا کرتے تھے لیکن وہ انہیں (اپنی محبوبہ کے رنگ کی وجہ سے) پیار کیا کرتا تھا۔

ابنِ عربی نے فرمایا:

عاشق کا یہ فعل اس شخص کی محبت میں ہے جو اسے دربارِ خداوندی میں نہ تو نیک بخت بنائے گی اور نہ ہی قربِ خداوندی کا ذریعہ بنے گی۔۔۔ پس یہ صرف اور صرف محبت کی سچائی اور دل کے اندر محبت کے جاگزیں ہونے کا نتیجہ ہے۔

مزید فرمایا:

اگر تیری اللہ جل وعلا اور رسول اللہ ﷺ سے محبت سچی ہو تو تُو رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام سے بھی محبت کرے گا اور ہر وہ چیز جو اُن کی طرف سے تمہارے حق میں صادر ہو اور تیری طبیعت وغرض کے موافق نہ ہو، اسے "جمال" سمجھے گا جس کے اہلِ بیت کی طرف سے صادر ہونے پر لذت محسوس کرے گا۔ اور یہ جانے گا کہ اللہ جل وعلا کی تجھ پہ عنایت ہے کہ جس کی ذات کے لیے تو نے اہلِ بیت سے محبت کی ہے (اور عنایت یہ کہ) تجھے ان لوگوں نے یاد کیا ہے جن سے اللہ محبت فرماتا ہے اور تو ان لوگوں کے خیال میں آیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام ہیں۔ پس اس نعمت پر تو اللہ جل وعلا کا شکر ادا کر، کیونکہ اہلِ بیت نے تجھے جن زبانوں سے یاد کیا وہ تطہیرِ الٰہی سے پاکی کے ایسے مقام کو پہنچی ہیں جہاں تک تیرے علم کی رسائی نہیں۔

پھر اپنے محبین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

جب ہم تجھے اہلِ بیتِ کرام جن کی طرف تو محتاج ہے اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ

سے تجھے ہدایت ملی، جب تجھے ان کے حق میں ہم اس حالت کے بر خلاف دیکھیں تو میں تمہاری محبت پر کیسے یقین کر لوں جو تیرا گمان ہے کہ تجھے مجھ سے شدید محبت ہے اور میرا اور میرے حقوق کا بہت خیال ہے۔۔۔؟؟؟ حالانکہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے معاملے میں تیری یہ حالت ہے کہ تو ان کی برائی کرتا ہے۔۔۔!!!

فرمایا:

اللہ کی قسم!

یہ تیرے ایمان کی کمی اور رب جل وعلا کی تیرے خلاف خفیہ تدبیر اور تجھے آہستہ آہستہ ہلاکت کی جانب لے جانا ہے، ایسے طریقے سے کہ تجھے خبر بھی نہ ہو گی۔

تیرے خلاف خفیہ تدبیر کی صورت یہ ہے کہ:

تو بولے یا سمجھے کہ تو (اہلِ بیتِ مصطفی ﷺ کو برا بھلا کہہ کر) دینِ خداوندی اور شریعت کا دفاع کر رہا ہے۔۔۔

اور اپنے حق کے مطالبے میں کہے کہ تُو تو اسی چیز کا مطالبہ کر رہا ہے جس کے مطالبہ کی تجھے رب جل وعلا نے اجازت دی ہے (یعنی تو سمجھے کہ تو تو اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے) (تیرے خلاف خفیہ تدبیر یہ ہے کہ) اس جائز طلب کے ضمن میں اہلِ بیتِ کرام کے لیے مذمت، بغض، ناراضگی، اپنے آپ کو ان پر ترجیح (یہ ساری چیزیں) پوشیدہ ہیں اور تجھے اس کی کچھ خبر ہی نہیں۔۔۔!!!

اس لاعلاج مرض کی شافی دوا یہ ہے کہ:

تو اہلِ بیت کے مقابلے میں اپنا کوئی حق سمجھے ہی نہیں۔۔۔!!!

تو اپنا حق چھوڑ دے تا کہ اس حق کے مطالبہ کے بیچ وہ چیزیں داخل ہی نہ ہو پائیں جن کا میں نے تم سے ذکر کیا۔

اور (اگر تو یہ سوچے کہ اس طرح تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا تو یہ سمجھ کہ) تو مسلمانوں کا کوئی حاکم تو ہے نہیں کہ حد قائم کرنا، مظلوم کو انصاف دلوانا، اہلِ حق کو ان کا حق دلوانا تجھ پہ لازم ہو۔

(ہاں) اگر تو حاکم ہو اور فیصلہ ضروری ہو اور فیصلہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ میں سے کسی کے خلاف جاتا ہو تو حق دار سے حق چھڑوانے کی کوشش کر۔ اگر حقدار انکار کرے تو اب شرع کا حکم جاری کرنا تم پہ لازم ٹھہرا۔

فرمایا:

اے ولی!

اگر اللہ جل وعلا تجھ پہ اہلِ بیتِ کرام کو آخرت میں دربارِ خداوندی میں ملنے والے مقامات ظاہر فرمادے تَو تُو تمنا کرے کہ کاش میں اہلِ بیت کے غلاموں میں سے کوئی غلام ہوتا۔

(الفتوحات المکیۃ 1/197، 198)

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت — تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلبیت — مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوانِ اہلبیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں — آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخاں بے باکیاں — لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلبیت

مقامِ افسوس

قارئینِ ذی قدر!

شیخ محیی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی گفتگو چونکہ طویل ہے اس لیے ہم نے اسے بلا تبصرہ ذکر کیا۔ لیکن اس گفتگو سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ:

ان بزرگوں اور اللہ والوں کی نظر میں ساداتِ کرام کی کیا قدر و قیمت تھی۔۔۔

وہ آلِ رسول ﷺ کے معاملے میں کس قدر حساس تھے۔۔۔

آلِ رسول ﷺ کے مقابلے میں اپنی کوئی حیثیت اور اپنا کوئی حق ہی نہ سمجھتے تھے۔۔۔

آلِ رسول ﷺ کی زبانوں پہ نام آجانا ہی اپنے لیے سرمایۂ حیات گردانتے تھے۔۔

لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ:

دورِ حاضر میں سنیت کا نعرہ لگانے والے علماء کی بھاری تعداد نے ساداتِ کرام کے خلاف خصوصی محاذ کھول رکھا ہے۔ کبھی تفضیلی کہتے ہیں تو کبھی رافضی، کبھی نیم رافضی تو کبھی کچھ اور لقب دیتے ہیں۔

ان حضرات کا طرزِ عمل چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ:

"ان حضرات کے پاس اہلِ بیتِ کرام کے لیے ہمدردی کا کوئی خانہ نہیں"

سارا سال صحابۂ کرام کا ذکر کریں، اہلبیتِ کرام کا نام تک نہیں لیں تو انہیں کسی طرح کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔۔۔

لیکن جیسے ہی دیکھا کہ اہلبیت کا ذکر شروع ہوا تو جھٹ سے فتوی داغ دیا کہ "اہلبیت کا

تنہا ذکر جائز نہیں"

ان حضرات کے ایک مولوی نے تو اتنا کہہ دیا کہ:

"اعلیحضرت نے اہلبیت کے تنہا ذکر کو گمراہی قرار دیا ہے"

لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

لیکن چونکہ ان کے پاس پیسہ ہے، پاور ہے، لہذا وہ کالے کو سفید بولیں یا سرخ کو سبز۔۔۔ انہیں کھلی چھوٹ ہے۔ بلکہ جو ان ناصبیوں کو غلط کہنے کا جرم کرے گا اصلی مجرم وہی قرار پائے گا۔

فالی اللہ المشتکی

کلماتِ امام رضا

میں اس باب کے اختتام سے قبل امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو دربارۂ تعظیمِ سادات ذکر کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ آج کل جو لوگ ہاتھ دھو کر ساداتِ کرام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بالخصوص مفتی منیب الرحمن صاحب، یہ حضرات "مسلکِ رضا" کا نام لے کر لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ رب جانتا ہے کہ ان کا مسلکِ رضا سے محض نام کا تعلق ہے اور یہ نام بھی وہ مخصوص مقاصد کے لیے لیتے ہیں۔ ورنہ مسلکِ رضا سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔

خود مفتی منیب الرحمن صاحب کی ناک کے نیچے مسلکِ رضا کی دھجیاں اڑائی جاتی رہیں، جس پر اہلِ علم کی جانب سے مفتی منیب الرحمن صاحب کو مطلع بھی کیا گیا لیکن سالہا سال گزرنے کے باوجود مفتی منیب الرحمن صاحب کی جانب سے مسلکِ رضا کی

حمایت اور جدید محققین کی "غلط تحقیق" سے براءت کا کوئی اعلان نہیں ہوا۔

پہلا حوالہ:

بہر حال امام احمد رضا خان سے پوچھا گیا:

جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

امام احمد رضا خان نے فرمایا:

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے۔ اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔

مجمع الانہر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر

سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے جس نے عالم کی تصغیر کرکے عویلم یا علوی کو علیوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔ (ت)

بیہقی امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابو الشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلاث اما منافقا واما لزنیة واما لغیر طھور

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں۔ یا

تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔
هذا لفظ البیهقی من حدیث زید بن جبیر عن داؤد بن الحصین عن ابن ابی رافع عن ابیه عن علی رضی اﷲ تعالٰی عنه ولفظ غیره امامنا فق واما ولد زنیة واماامرء حملت به امه فی غیر طہر
(یہ بیہقی کے الفاظ زید بن جبیر نے اپنے والد کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کئے دوسروں کے الفاظ یوں ہیں:
یا منافق، ولد زنا یا اس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا۔ت)
بلکہ علماء وانصار وعرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔قال اﷲ تعالٰی :
انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح
اللہ تعالٰی نے فرمایا: (اے نوح (علیہ السلام)! وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھر والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔(ت)

دوسرا حوالہ:

سوال کیا گیا:
حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دربارہ محبت واطاعت آل کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟
امام احمد رضا خان نے فرمایا:

محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے:
قل لااسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی
(ان سے) فرمادیجئے (لوگو!) اس دعوت حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی الفت و محبت (ت)
ان کی محبت بحمداللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے۔ اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

تیسرا حوالہ:

پوچھا گیا:
اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے یوم محشر میں آسانی ہو گی یا نہیں؟
امام احمد رضا خان نے فرمایا:
ہاں سچے محبان اہلبیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں۔ طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
الزموامودتنا اهل البیت فانه من لقی االله وهو یودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذی نفسی بیده لاینفع عبدا عمله الا بمعرفة حقنا
ہم اہلبیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی بندے کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔
(فتاوی رضویہ 22/419،420،421)

چوتھا حوالہ:

پوچھا گیا:

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس شخص کے حق میں جس نے سید صحیح النسب بالخصوص اور تمام سادات گیلانیہ اولاد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علی العلوم سواچار پیروں کے بر سر بازار علٰی رؤس الاشہاد یہودی، نصرانی خنزیر، کتاوغیرہ وغیرہ بری گالیاں کہے ہوں اور اوصاف ذمیمہ مذکورہ ان حضرات کے حق میں اعتقاداً استعمال کئے ہوں اور کرتا رہے ازروئے شرع اس شخص اور اس کے مددگاروں کا خواہ مولوی کہلاتے ہوں یا سیٹھ وغیرہ کیا حکم ہے؟ بینوا بحوالۃ الکتاب توجروا یوم الحساب، اس سوال کا جواب مجھے کسی کتاب میں نہ ملا اس وجہ سے حضور کو تکلیف دیتا ہوں۔

جواب میں امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

ایسے شخص کو از سرِ نو تجدید اسلام چاہئے اور اگر عورت رکھتا ہو تو اس سے بعد توبہ و تجدید اسلام پھر نکاح کرے کہ علمائے کرام نے ایسے شخص پر حکمِ کفر فرمایا ہے، مجمع الانہر میں ہے:

والاستخفاف بالاشراف والعلماء كفر ومن قال للعالم عويلم اولعلوى عليوى قاصدا به الاستخفاف كفر

سادات اور علماء کی بے عزتی کرنا کفر ہے، جو شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔(ت)

رہے اس کے معاونین خواہ مولوی کہلاتے ہوں یا سیٹھ اگر خود ان کلمات ملعونہ میں اس کے معاون ہیں یا ان کو جائز رکھتے ہیں یا ہلکا جانتے ہیں تو ان سب کا بھی یہی حکم ہے جو اس کا ہے، اور اگر ایسا نہیں جب بھی ایسے شخص کے ساتھ میل جول کے سبب عاصی و مخالف حکم شرع ہیں۔

قال اللہ عزوجل :

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعدالذکری مع القوم الظلمین

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔(ت)

قال اللہعزوجل :

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمھیں آگ چھوئے گی۔(ت)

والعیاذ باللہ تعالٰی: واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوی رضویہ جلد14 صفحہ 243)

پانچواں حوالہ:

پوچھا گیا:

ایسے گروہ کے باب میں جو بظاہر مسلمان ہو کے اپنے خاندان کو خاندان رسالت پر فضیلت دے حسب و نسب میں ہر طرح اپنے آپ کو نجیب گردانے اور کہے کہ دیکھو رسول اللہ کس نسل سے ہیں، حضرت ہاجرہ کون تھیں، حضرت سارہ کی کنیز تھیں کہ نہیں، اور تائید میں قول نصرانی مؤرخ کا پیش کرے اور بعض کو اولاد فاطمہ سے لونڈی

بچا کہے اور ساداتِ زمانہ کو قابل تعظیم و تکریم نہ جانے، بلکہ ان کی توہین و تہجین و تذلیل اور ان پر سب و شتم اور ایذا رسانی کو جائز و مباح سمجھے اور عامل ایسے شنائع اعمال کا ہو، مسلمانوں کے ایسے گروہ کے ساتھ کھانا پینا، مناکحت و موالات، انکی مجالس و محافل میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

اعلیحضرت بریلوی نے جوابا فرمایا:

ایسا شخص گمراہ، بددین، مسخرہ شیاطین ہے بلکہ اس پر حکم کفر کا لزوم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے میل جول، مناکحت در کنار انکے پاس بیٹھنا منع ہے۔

قال اللہ تعالٰی :

واما ینسینّک الشیطٰن فلاتقعد بعدالذکرٰی مع القوم الظالمین

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(ت)

مجمع الانہر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم او لعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر

یعنی سادات و علماء کی توہین کفر ہے اور جو بنظر توہین کسی عالم کو مولویا یا سید کو میروا کہے وہ کافر ہو جائے گا، واللہ تعالٰی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 311)

چھٹا حوالہ:

پوچھا گیا:

کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (میراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے یا نہیں؟ فقط

امام احمد رضا نے جوابا فرمایا:

سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے:

ستّة لعنتهم لعنهم الله وكل نبى مجاب الزائد فى كتاب االله والمكذب بقدراالله والمستحل من عترتى ماحرم االله الحديث

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ اُن پر لعنت کرے، اور نبی کی دعا قبول ہے ازانجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر وشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من لم يعرف حق عترتى فلاحدى ثلث امّا منافق وامّا ولدزانية واما حملته امّه علٰى غير طهر

جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ۔

مجمع الانہر میں ہے:

من قال لعالم عويلم اولعلوی عليوی استخفافا فقد كفر

جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میر و اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔

اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ، اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت معلوم نہ ہو اسے بلادلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسّی کوڑوں کا سزاوار، اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام،

قال اللّٰه تعالٰی: والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنٰت بغيرما اكتسبوا فقداحتملوا بهتانا واثما مبينا

جو لوگ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں بغیر اس کے کہ انہوں نے (کوئی معیوب کام) کیا ہو ان کا دل دکھاتے ہیں تو بیشک انہوں نے اپنے سر پر بہتان باندھنے اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰه

جس نے بلاوجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذادی اس نے مجھے ایذادی اور جس نے مجھے ایذادی اس نے اللہ عزوجل کو ایذادی۔ والعیاذ باللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 24 صفحہ 336)

ساتواں حوالہ:

رسالہ "اراءۃ الادب" میں عنوان:

"تعظیم نہ کرنے والے پر لعنت اور وعید"

کے تحت فرمایا:

حدیث ۱۳۰ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من لم یعرف عترتی والانصار والعرب فھو لا حدی ثلث اما منافق واما لزنیة و اما لغیر فھو حملته وامه علی غیر طھر

رواہ الباوردی وابن عدی والبیھقی فی الشعب وآخرون عن علی کرم االلہ وجہہ۔

جو میری عترت اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔

اسے روایت کیا ہے باوردی اور ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے علی کرم اللہ وجہہ سے

حدیث ۱۳۱ تا ۱۳۳ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ستة لعنتھم لعنھم االلہ ولکل نبی مجاب الزائد فی کتاب االلہ والمکذب بقدر االلہ والمتسلط بالجبروت لیعز بذٰلک من اذل االلہ و یذل من اعزاالله والمستحل لحرم االلہ والمستحل من عترتی ماحرم االلہ و التارک سنتی

رواہ الترمذی و الحاکم عن ام المومنین والحاکم عن علی والطبرانی

عن عمرو بن سعواء رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اولہ سبعۃ لعنتھم وزاد المستأثر بالفئ وسندہ حسن

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ انھیں لعنت فرمائے، اور ہر نبی کی دعا قبول ہے۔ کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الٰہی کا جھٹلانے والا، اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے۔ اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے۔ اور اللہ تعالٰی کے حرام کردہ کو حلال جاننے والا اور میری عترت کی ایذاء و بے تعظیمی روا رکھنے والا، اور جو میری سنت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے۔

اسے روایت کیا ہے ترمذی اور حاکم نے ام المومنین سے اور حاکم نے علی سے اور طبرانی نے عمرو بن سعواء رضی اللہ تعالٰی عنہم سے جس کا آغاز یوں ہے سبعۃ لعنتہم اس میں والمستأثر بالفئ کا اضافہ ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (ت)

حدیث ۱۳۴ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من احب ان یبارک لہ فی اجلہ و ان یمتعہ اللّٰہ بما خولہ فلیخلفنی فی اھلی خلافۃ حسنۃ، ومن لم یخلفنی فیھم بتک امرہ و ورد علی یوم القیمۃ مسوداوجھہ۔

رواہ ابوالشیخ فی تفسیرہ وابونعیم عن عبداللّٰہ بن بدرالخطمی۔

جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے۔ جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے

کر آئے۔

اس کو روایت کیا ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن بدر خطمی سے۔

حدیث ۱۳۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان االله عزوجل ثلث حرمات فمن حفظهن حفظه االله دينه ودنياه ومن لم يحفظهن لم يحفظ االله دينه ولا دنياه حرمة الاسلام وحرمتى وحرمة رحمى۔

رواه ابوالشيخ و ابن حبان والطبرانی۔

بے شک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں۔ جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالٰی اس کے دین و دنیا محفوظ رکھے، اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی ایک اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قرابت کی حرمت۔

اسے روایت کیا ہے ابو الشیخ ابن حبان اور طبرانی نے۔

(فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 256)

اہلِ بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَۃُ اللہِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دو اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلبیت

دوسرا باب

بد عمل کی تعظیم

دورِ حاضر کے بعض غیر محتاط علماء کی بے احتیاطیوں نے ہمیں یہاں لا کھڑا کیا کہ ہم اس سوچ میں پڑ گئے ہیں کہ:

"کیا کسی سید سے کوئی ایسا عمل صادر ہو جو عام مسلمان سے صادر ہو تو گناہ اور بد عملی کہلائے۔۔۔ کیا ایسے سید کی تعظیم کی جائے گی؟"

ورنہ سچ یہ ہے کہ:

یہ بات سوچنے والی ہے ہی نہیں۔۔۔!!!

کیونکہ یہ مسئلہ اہلِ عقل کے ہاں اگر اجلی بدیہیات سے نہیں تو کم از کم ضروریات کے باب سے خارج بھی نہیں کہ:

جب تعظیم کا سبب ذاتی عمل و کردار ہے ہی نہیں، نسبتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے۔ تو پھر اس سلسلے میں ذاتی کردار کی بات بالکل بے معنی ہے۔

ذاتی کردار لائقِ تعظیم بنا دیتا ہے لیکن وہ الگ امر ہے۔ یہاں بات فقط نسبتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ہے۔

ساتویں پشت پہ نیک باپ

حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے دو یتیم بچوں کی دیوار کی اصلاح فرمائی

اور اس عنایت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا

ان دونوں کا باپ نیک آدمی تھا۔

یعنی ان دو بچوں پر عنایت و مہربانی کا سبب ان بچوں کا ذاتی کردار نہ تھا، لہذا اس کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔ ان پر عنایت کا سبب ان کے ساتویں پشت کے باپ کی نیکی و بھلائی تھی۔۔۔

تو کیا وجہ ہے کہ اُس نیک آدمی کی نسبت نے اس کی نسل کو اس قدر فائدہ دیا کہ کئی پشتوں تک اس نسبت کا فائدہ انہیں پہنچتا رہا، یہاں تک کہ اللہ کے نبی حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے خزانے کی حفاظت فرمائی۔ لیکن یہی نسبت جب رسول اللہ ﷺ سے قائم ہو تو اب نسبت کے فائدہ کے لیے ذاتی کردار پہ بحث شروع ہو جاتی ہے؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت ان دو بچوں کے باپ کی نسبت سے بھی کمزور ہے کہ وہ نسبت بچوں کے کردار کو دیکھے بغیر فائدہ دے گئی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت کے نفع بخش ہونے کے لیے ذاتی کردار کا کڑا معیار قائم کرنا ضروری ٹھہرا؟؟؟

حرم کے کبوتر محترم مگر سادات۔۔۔!!!

حرم کے کبوتر اس لیے محترم ٹھہرے کہ اُن کبوتروں کی نسل سے ہیں جنہوں نے

شبِ ہجرت غارِ ثور کے دہانے پہ انڈے دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نوکری بجالائی۔۔۔ لیکن غارِ ثور کے اندر جلوہ فرما تاجدارِ کائنات کی اولاد کی عزت واحترام کے لیے ذاتی کردار شرط بن گیا۔۔۔!!!

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

محترم اور باوقار لوگوں کو چھوٹ مگر سادات۔۔۔!!!

امتِ مسلمہ کے اربابِ عزت وحشمت لوگوں سے حدودِ الٰہیہ کے علاوہ کوتاہیوں سے درگزر کیے جانے کا حکم ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ

یعنی: حدودِ الہیہ کے علاوہ صاحب حیثیت اور محترم وباوقار لوگوں کی لغزشوں کو معاف کردو۔

(سنن ابی داود 4375، مسند احمد 25474)

تو کیا وجہ ہے کہ عام مسلمان جب ذی ہیئت کہلائے، محترم وباوقار ہو تو اس کی لغزشوں سے صرفِ نظر کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمائیں، لیکن جب بات رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسلِ پاک کی آئے تو ان کی عزت واحترام کے لیے ان کے کسی عمل سے صرفِ نظر نہیں کی جاسکتی؟؟؟

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

رسول اللہ ﷺ کا آخری جملہ

عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت کے وقت آخری جملہ تھا:

اخْلُفُونِي فِي أَهْلِ بَيْتِي

میرے اہلِ بیت کے معاملے میں تم لوگ میرے خلیفہ بن جاؤ۔

(المعجم الاوسط 3860)

یعنی جو عزت، اکرام، خیال میری طرف سے میرے اہلِ بیتِ کرام کا کیا جاتا تھا، میں اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اب تم لوگ میرے خلفاء بن کر اسی اعزاز واکرام کا معاملہ میرے اہلِ بیتِ کرام سے جاری رکھو۔۔۔

لیکن صد افسوس کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اس وصیت کو ہم نے اس انداز میں پورا کیا کہ:

ہماری ساری توانائی عامۃ الناس کو سادات کرام سے دور کرنے میں خرچ ہو رہی ہے۔۔۔

دیوبندیوں وہابیوں کے لیے ہمارے دل میں بڑی ہمدردی ہے لیکن اولادِ رسول ﷺ ہمارے ترازو میں ہمیشہ کم ہی پڑ جاتی ہے۔۔۔

آلِ رسول کی تحقیر کے لیے کہتے ہیں:

اگر کسی کے نام سے پہلے شاہ ہو، نام کے بعد بھی شاہ ہو، کوئی ڈبل شاہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

امام احمد رضا کا فتوی

جن امام احمد رضا کا نام لے کر آپ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں انہوں نے فتاوی رضویہ میں جابجا اس جزئیہ کو ذکر فرمایا:

ومن قال للعالم عويلم أو لعلوي عليوي قاصدا به الاستخفاف كفر.

جس شخص نے تحقیر کے ارادے سے کسی عالم کو اومولویا یا کسی علوی کو اومیروا کہا وہ کافر ہو جائے گا۔

تو کیا آپ کا انداز تحقیر کی علامت نہیں؟

کیا کوئی شخص بلا تحقیر کسی سید کے لیے "ڈبل شاہ" کے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟

مفتی صاحب!

میں آپ کے خلاف فتوی نہیں دے رہا۔۔۔ لیکن آپ سے یہ عرض ضرور کروں گا کہ:

دیوبندیوں وہابیوں کے پیچھے نمازیں پڑھنا، دیوبندیوں وہابیوں کے ساتھ اتحاد کو "اہلِسنت اتحاد" کا نام دینا، دیوبندیوں وہابیوں کے ساتھ مخلوط اجتماع میں "سارے سنی بھائی بھائی" کے نعرے برداشت کرنا، گستاخِ اہلِ بیت کی توبہ کے معاملے میں شرعی تقاضے پورے نہ کرنا۔۔۔ پھر ساداتِ کرام کے لیے ایسے محقرانہ الفاظ استعمال کرنا "مسلکِ رضا" نہیں ہے۔۔۔!!!

مسلکِ رضا تو مسلکِ عشق و محبت ہے۔ مسلکِ رضا مسلکِ ادب و احترام ہے۔ آپ کا طرزِ عمل اور طرزِ فکر دونوں ہی فکرِ رضا سے ہم آہنگ نہیں۔

تاجدارِ صداقت اور اکرامِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ

کتنے افسوس کی بات ہے کہ افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا صدیقِ اکبر کی یاد میں منائی جانے والی کانفرنس میں ساداتِ کرام کے خلاف زہر اگلا گیا اور تاجدارِ صحابہ سیدنا صدیقِ اکبر ہی کا فرمان بھول گیا، فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی رعایت کرو۔!!!

(صحیح بخاری 3713)

تاجدارِ صحابہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے مسئلہ سمجھا دیا تھا کہ:

اہلِ بیتِ مصطفی ﷺ کے معاملے میں ان کے کردار اور ذاتی عمل کو نہ دیکھا جائے گا ،بلکہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

لیکن یہ مسئلہ صرف انہیں سمجھ آسکتا ہے جو سیدنا صدیقِ اکبر کو حقیقی معنوں میں دل وجان سے افضل الناس بعد الانبیاء مانتے ہوں۔ جن کی نظر میں مسئلہ افضلیت محض ایک "کارڈ" ہو جو بوقتِ ضرورت استعمال کیا جاتا ہو ان کی سمجھ میں صرف اتنا ہی آ سکتا ہے کہ:

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

"ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ"کا مفہوم ان کے اذہان سے بالاتر ہے۔

سیدہ زہراء کی تنبیہ

ابنِ حجر ہیتمی نے تقی فاسی کے حوالے سے بیان کیا اور انہوں نے بعض ائمہ سے حکایت کی کہ آپ ساداتِ مدینہ منورہ کا انتہائی ادب واحترام کیا کرتے تھے۔

جب سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ساداتِ مدینہ میں ایک سید تھے جن کا نام "مُطیر" تھا۔ جب ان کا وصال ہوا تو ان امام صاحب نے ان کی نمازِ جنازہ کے معاملے میں توقف کیا کیونکہ وہ سید صاحب کبوتروں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا بھی تھیں۔ سیدہ زہراء نے اِن سے چہرہ پھیر لیا۔ جب سیدہ زہراء نے چہرہ پھیر لیا تو ان امام صاحب نے رحم اور مہربانی کی درخواست کی۔ درخواست قبول ہوگئی اور سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے ان امام صاحب کی جانب توجہ فرمائی اور ازراہِ عتاب فرمایا:

أَمَا يَسَعُ جَاهُنَا مُطَيْرًا

کیا ہماری عزت وحرمت مُطیر کے لیے کافی نہیں؟

(الصواعق المحرقۃ 2/694)

یعنی کیا تمہاری نظروں میں ہماری وجاہت اس قدر بھی نہیں کہ ہماری اولاد کا احترام کرنے کے لیے ہماری عزت وحرمت کا ہی خیال کر لو؟؟؟

شیخ تقی الدین مقریزی کا فیصلہ

علامہ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ تعالی تقی مقریزی سے ناقل، فرمایا:

وَعِنْدِي عدَّة حكايات صَحِيحَة مثل هَذَا فِي حق بني الْحسن وَبني الْحُسَيْن فإياك والوقيعة فيهم وَإِن كَانُوا على أَي حَالَة لِأَن الْوَلَد ولد على كل حَال صلح أَو فجر

میرے پاس حسنی اور حسینی سادات کے بارے میں اس طرح کی کئی ایک صحیح حکایات موجود ہیں۔لہذا تو ان کی برائی سے باز رہ چاہے وہ کسی بھی حالت میں کیوں نہ ہوں۔۔۔کیونکہ اولاد ہر حال میں اولاد ہی رہتی ہے اس کا کردار اچھا ہو یا برا۔

(الصواعق المحرقۃ 2/696)

اگر سمجھنا چاہیں تو شیخ تقی الدین احمد بن علی مقریزی کا ایک ہی جملہ کافی ہے کہ:

الْوَلَد ولد على كل حَال صلح أَو فجر

"اولاد اچھی ہو یا بری، اولاد ہی رہتی ہے"

اور اگر نہ سمجھنا چاہیں تو کئی دفتر بھی ناکافی ہیں۔

امام غزالی کی تنبیہ

امام غزالی فرماتے ہیں:

قال الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم في عشيرته {**فإن عصوك فقل إني بريء مما تعملون**} ولم يقل إني بريء منكم مراعاة لحق

القرابة ولحمة النسب

یعنی اللہ جل وعلا نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے آپ ﷺ کے خاندان کے بارے میں فرمایا:

اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرمائیں: میں تمہارے "عمل" سے بیزار ہوں۔

اللہ جل وعلا نے یہ نہیں فرمایا کہ (آپ فرمائیں) میں "تم لوگوں" سے بیزار ہوں (بلکہ صرف تمہارے عمل سے بیزار ہوں۔ اور نافرمانی کے باوجود اپنے خاندان سے بیزار نہ ہونا) حقِ قرابت اور نسبی رشتے کی رعایت کے سبب ہے۔

(احیاء علوم الدین 2/184)

یعنی نافرمانی کی صورت میں بھی ان کی "نافرمانی" سے بیزاری ظاہر کی گئی، رہی بات افرادِ خاندان کی تو نافرمانی کے باوجود افراد سے بیزاری کا اظہار نہیں کیا گیا۔

جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اگر آلِ رسول ﷺ سے کوئی امر خلافِ شرع صادر ہوتا ہے تو اس عمل سے تنفر ہوگا، رہی بات ساداتِ کرام کی تو نہ ان سے تنفر جائز اور نہ ہی ان کی تعظیم ساقط۔

علامہ ابنِ حجر کی نفیس گفتگو

علامہ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

من علمت نسبته إلى آل البيت النبوي والسر العلوي لا يخرجه عن ذلك عظيم جنايته ولا عدم ديانته وصيانته، ومن ثم قال بعض المحققين: ما مثال الشريف الزاني أو الشارب أو السارق مثلا إذا أقمنا عليه الحد إلا كأمير أو سلطان تلطخت رجلاه بقذر فغسله

عنهما بعض خدمته، ولقد بر في هذا المثال وحقق، وليتأمل قول الناس في أمثالهم: الولد العاق لا يحرم الميراث

یعنی جس کی آلِ رسول اور مولا علی کی جانب نسبت معلوم ہو، اس کی کوئی بڑی کوتاہی، غیر دیانت داری، گناہوں سے عدمِ حفاظت اسے اس عظیم مرتبہ سے خارج نہیں کر سکتی۔ اسی لیے بعض محققین نے فرمایا:

بدکاری، شراب نوشی، چوری (وغیرھا کے مرتکب) سید زادے پر جب ہم حد قائم کرنا چاہیں تو ان کی مثال کسی ایسے امیر یا بادشاہ کی سی ہے جس کے پاؤں میں گندگی لگ گئی ہو اور اس کے نوکروں میں سے کوئی شخص اس گندگی کو دھو ڈالے۔

(ابنِ حجر فرماتے ہیں:) اس مثال میں بھلائی اور تحقیق ہے۔

(پھر فرمایا:) ایسے سادات کے بارے میں لوگوں کا یہ جملہ ملحوظ رکھو: نافرمان اولاد میراث سے محروم نہیں ہوتی۔

(الفتاوی الحدیثیۃ ص119، 120)

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالی کی بعض محققین کے حوالے سے ذکر کردہ مثال اہلِ ادب کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ غلطی کوتاہی کا ارتکاب عامۃ الناس میں سے کسی شخص سے بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ساداتِ کرام کو بھی عام لوگوں کی صف میں لا کھڑا کیا جائے۔۔۔ بلکہ ضروری ہے کہ اگر حکمِ شرع کی پابندی کی وجہ سے کسی سید زادے کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ضروری ہو جب بھی اس معاملے کی ایسی توجیہ و تاویل اور ایسی نیت رکھی جائے جو اسے بابِ ادب سے باہر نہ جانے دے۔

یونہی عوام الناس کی جانب سے عملی کمزوری کے شکار اشراف کے لیے استعمال کیا جانے والا جملہ بھی قابلِ غور ہے۔ یہ جملہ محض ایک جملہ نہیں بلکہ اپنے اندر استدلال کی معنویت کو سموئے ہوئے ہے۔ اگر عام شخص کی نافرمان اولاد اپنے باپ کے دنیاوی دھن دولت سے محروم نہیں ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اپنے نانا کی معنوی میراث سے کیسے محروم قرار دی جاسکتی ہے؟؟؟

علامہ نبہانی کی گفتگو

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الشرف المؤبد" میں مستقل فصل ذکر فرمائی جس کا عنوان باندھا:

"ومن خصائصهم رضي الله تعالى عنهم: طلب إكرام فاسقهم"

یعنی "اہلِ بیتِ کرام کو اللہ جل وعلا نے اس خاصیت سے نوازا کہ اس گروہ کے ایسے شخص کی تعظیم بھی ضروری ہے کہ جس کا کردار اس حد تک پہنچ چکا ہو کہ اگر عام شخص کا ایسا کردار ہوتا تو عام شخص فاسق کہلاتا۔۔۔"

علامہ نبہانی فرماتے ہیں:

وإنما طلب إكرام فاسقهم ، لأن إكرامه ليس لفسقه وإنما هو لعنصره الطاهر ونسبه الزاهر , وهذا موجود في طالحهم كوجوده في صالحهم , وفسق أحدهم لا يخرجه عن بيت النبوة , وهم بشرغير معصومين , فلا يطرأ بذلك خلل في نسبهم وإن كان يشين قدرهم الرفيع , ويحط بين الصالحين من رتبهم.

یعنی آلِ رسول میں سے کوئی شخص عملی کمزوری کا شکار ہو جب بھی اس کی تعظیم تکریم

مطلوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ:
ان کی تعظیم و تکریم ان کے کردار کی وجہ سے نہیں کی جارہی بلکہ ان کی "اصلِ پاک" اور "تاباں نسب" کے سبب کی جارہی ہے۔ اور یہ (خوبی و کمال) ان کے "طالح" میں بھی ایسے ہی موجود ہے جیسے ان کے نیکوکار میں موجود ہے۔ ان میں سے کسی کے کردار کی کمزوری انہیں کاشانۂ نبوت سے نہیں نکالتی۔ وہ حضرات غیر معصوم انسان ہیں لیکن یہ چیز ان کے نسب میں خلل کا سبب نہیں بنتی اگرچہ ان کے بلند درجہ کو عیب دار کرنے اور صالحین کے بیچ ان کے رتبوں کی کمی کا سبب ہے۔
(الشرف المؤبد ص50)

سیدہ زہراء کی ناراضگی

ابنِ عربی فرماتے ہیں کہ ایک لائقِ اعتماد شخصیت نے مجھے مکہ مشرفہ میں بتایا کہ:
میں مکہ میں رہنے والے ساداتِ کرام کے لوگوں کے ساتھ سلوک کو ناپسند کیا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں سیدہ فاطمہ زہراء کو دیکھا کہ مجھ سے چہرہ پھیرے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام پیش کیا اور چہرہ پھیرنے کا سبب پوچھا۔
سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: تو ساداتِ کرام کی برائی کرتا ہے۔
میں نے عرض کی: اے سیدہ! آپ دیکھتی نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟
سیدہ پاک رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: کیا وہ میری اولاد نہیں (رہے؟)
میں نے عرض کی: میں ابھی توبہ کرتا ہوں۔

جب میں نے توبہ کی تو سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے میری جانب توجہ فرمائی اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔

(الفتوحات المکیۃ 4/139)

امام احمد رضا کا فتوی

چونکہ مفتی منیب الرحمن صاحب کو اپنا مقتدا اور پیشوا سمجھنے والے مسلکِ رضا کا نام لیتے ہیں، لہذا ضروری ہے کہ اس سلسلے میں فکرِ رضا بھی جان لی جائے۔

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا گیا:

ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال واخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ وعار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تنفر رکھنا نسبی حیثیت سے اس کی تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا نے جوابا فرمایا:

سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو۔

(فتاوی رضویہ 22/423)

مفتی منیب صاحب کے درپردہ حامی

جن دنوں مفتی منیب الرحمن صاحب نے سادات کے خلاف اپنی تنگ دلی کا کھل کر اظہار کیا تو بہت سے ڈھکے چھپے مبغضینِ سادات کو بھی سادات کے خلاف زہر اگلنے کا

موقع مل گیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی اس حدیث کو لے کر ساداتِ کرام کے خلاف مرضِ باطنی کے اظہار کی بھرپور کوشش کی گئی:

إذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز العرش

(معجم ابی یعلی موصلی حدیث 171، 172)

❖ حالانکہ اس روایت کی سند پہ کلام ہے۔ علامہ عراقی (متوفی 806ھ) تخریج احادیث احیاء میں فرماتے ہیں:

رواه ابن أبي الدنيا في كتاب الصمت وابن عدي في الكامل وأبو يعلى والبيهقي في الشعب من حديث أنس بسند ضعيف

(تخریج احادیث احیاء علوم الدین 2/1048)

علامہ ابنِ حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) فتح الباری میں فرماتے ہیں:

أخرجه أبو يعلى وبن أبي الدنيا في الصمت وفي سنده ضعف

(فتح الباری 10/478)

❖ نیز: یہ حدیث عام امت کے حق میں ہے اور سطورِ بالا میں گزرا کہ "کردار کا لحاظ کیے بغیر اکرام بجالانا اہلِ بیتِ کرام کے خصائص" سے ہے۔

❖ نیز ہمارا مفتی منیب صاحب کے پسِ پردہ حامیوں سے سوال ہے کہ:

کیا یہ حدیث ان علماء کی نظر میں نہ تھی جنہوں نے باوجود عملی کمزوری کے ساداتِ کرام کی تعظیم کو ضروری قرار دیا؟

کیا یہ حدیث امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نظر میں نہ تھی؟

امام احمد رضا خان نے فتاوی رضویہ میں دس سے زائد جگہ اس حدیث کو ذکر کیا۔ لیکن

پھر بھی ساداتِ کرام کے بارے میں جو بیان کیا وہ سطورِ بالا میں مذکور ہو چکا۔
اس کا صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ آپ اس حدیث کے معنی نہیں سمجھے۔۔۔
یا یوں کہیے کہ: آپ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں سمجھے جو تمام اہلِسنت بالخصوص امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی نے سمجھا۔
لہذا آپ کا فکرِ رضا کا دعوی اتنا ہی کھوکھلا ہے جتنا کھوکھلا رافضیوں کا دعوئ حب اہلِ بیت ہے۔

- اور حق یہ ہے کہ اس قسم کے اعتراضات نادان بچوں کے گھڑے ہوئے ہیں جو علومِ شرعیہ سے بھی ناواقف ہیں اور ذہنی بلوغت سے بھی عاری۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنے آپ کو محققِ دوراں اور مجتہدِ عصر سے کم نہیں سمجھتے۔

اگر علوم سے معمولی سی وابستگی بھی ہو تو حدیث اپنے مطلب میں بالکل واضح نظر آئے گی۔ ہم اپنے طلبہ کو ابتدائی کتب میں پڑھا دیتے ہیں کہ:
"تعلیقِ حکم بالمشتق مبدءِ اشتقاق کی علیت کی مشعر ہوتی ہے۔"
فتح القدیر، غمز عیون البصائر میں ہے:
تعلیق الحکم بالمشتق یؤذن بعلیة مبدأ الاشتقاق
(فتح القدیر 2/269، غمز عیون البصائر 2/202)
اور یہ ضابطہ صرف انہی دو کتب میں نہیں، دسیوں کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ بطورِ مثال یہ کتب ملاحظہ ہوں:
مبسوطِ امام سرخسی 115/12 ، 91/14 ، المحصول للامام الرازی

110/2 ، التلويح على التوضيح 103/1 ، البرهان فى اصول الفقه 32/2 ، التمهيد فى تخريج الفروع على الاصول ص469 ، الفروق للقرافى 72/3 ، حاشية العطار على المحلى 510/1 ، ارشاد الفحول 123/2 ، نہاية السول ص151

بنابریں حدیث کے معنی ہوں گے:

اذا مدح الفاسق لفسقه---

یعنی حدیث میں مذکور وعید کا مستحق وہ شخص بنتا ہے جو فاسق کی مدح اس کے فسق کی وجہ سے کرے۔

اور ظاہر سی بات ہے کہ کسی سید زادے کا اکرام واحترام معاذ اللہ کسی فسق کے سبب نہیں کیا جاتا، بلکہ نسبتِ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

علامہ نبہانی فرماتے ہیں:

وإنما طلب إكرام فاسقهم ، لأن إكرامه ليس لفسقه وإنما هو لعنصره الطاهر ونسبه الزاهر

یعنی اہلِ بیتِ کرام میں سے عملی کمزوری کے شکار شخص کا بھی اکرام مطلوب ہے (حالانکہ فاسق کی تعظیم تو شرعا منع ہے، پھر بھی سید کے کردار کا لحاظ کیے بغیر سید کی تعظیم ضروری ہے) کیونکہ ان کا اکرام ان کے فسق کی وجہ سے نہیں۔ یہ اکرام تو ان کی اصلِ پاک اور تاباں نسب کی وجہ سے ہے۔

(الشرف المؤبد ص50)

❖ آخر میں میں مفتی منیب الرحمن صاحب کے ان پسِ پردہ حامیوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

اگر تمہارے باپ دادا فاسق وفاجر ہوں تو ان کی تعظیم بھی ناجائز قرار دو گے یا یہ دشمنی صرف ساداتِ کرام کے ساتھ ہے؟

امام فخر الدین رازی نے تفسیرِ کبیر میں مستقل عنوان باندھا:

المسألة الثالثة: اتفق أكثر العلماء على أنه يجب تعظيم الوالدين وإن كانا كافرين

تیسرا مسئلہ: اکثر علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ والدین کافر ہوں جب بھی تعظیم واجب ہے۔

(التفسیر الکبیر 3/586)

پھر کئی وجہ سے اس پہ استدلال کیا۔

یونہی شیخ ابو حفص سراج الدین حنبلی (متوفی: 775ھ) نے اللباب فی علوم الکتاب میں مستقل فصل باندھی:

فصل في وجوب تعظيم الوالدين وإن كانا كافرين

یعنی: والدین کافر ہوں جب بھی ان کی تعظیم کے وجوب کے بیان میں فصل۔

(اللباب 2/231)

بعد ازاں اس دعوی پر کئی دلائل پیش کیے۔

عمدۃ القاری میں ایک حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وفيه: تعظيم الوالدين وبيان فضله ويجب الإحسان إليهما ولو كانا

کافرین

اس حدیث میں والدین کی تعظیم اور اس کی فضیلت کا بیان ہے اور ان کے ساتھ بھلائی واجب ہے چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

(عمدۃ القاری 14/5)

اس باب میں نصوص غایتِ کثرت میں ہیں لہذا ہم قدرِ مذکور پر اکتفاء کرتے ہوئے مفتی منیب الرحمن صاحب کے ڈھکے چھپے حامیوں سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

کیا اس مقام پہ آپ کو مذکور حدیث یاد آرہی ہے یا نہیں؟

یہ علماء وائمۂ دین تو کافر والدین کی تعظیم کو بھی واجب قرار دے رہے ہیں۔۔۔ اگر تمہارے استدلال کے مطابق یہ حدیث اپنے عموم واطلاق پر ہے تو وجہِ فرق واضح فرمائیں کہ ایک جانب تو درجۂ فسق میں آپ کا دل بیٹھنے لگ جائے اور دوسری جانب درجۂ کفر پہ بھی تعظیم واجب رہے۔۔۔ وجہِ فرق کیا ہے؟

ابنِ زَہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے — بَل بے اَو مُنکرِ بے باک یہ زَہرا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فِکر میں ہے — کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے — ارے میں خُوب سمجھتا ہوں مُعَمَّا تیرا

شاہانِ آلودہ پا مغفور ہیں

میں اس باب کے اختتام سے پہلے اس بات کا ذکر لازمی سمجھتا ہوں کہ:

اگر کسی سید سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جائے یا وہ جان کر کوئی ایسا کام کرلے کہ جو امتِ مسلمہ میں سے کسی دوسرے سے ہوتا تو گناہ کہلاتا۔۔۔ لیکن اگر سید سے وہی کام ہو جائے تو اللہ جل وعلا کے کرم سے امیدِ کامل ہے کہ وہ کریم ساداتِ کرام کا وہ معاملہ معاف فرما دیتا ہے۔

♥ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنْتَ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللَّهُ ذُرِّيَتَهَا عَلَى النَّارِ

بے شک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ جل وعلا نے فاطمہ کو اور ان کی نسل کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔

(مسند البزار 1829، مستدرک 4726، فوائد تمام 356، 357، 358، حلیۃ الاولیاء 4/188، مناقب علی لابن المغازلی 403)

♥ یونہی جنابِ حذیفہ بن یمان سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فَاْطِمَةَ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَاْ، فَحَرَّمَهَا اللهُ، وَذُرِّيَتَهَا عَنْ الْنَّارِ

بے شک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ جل وعلا نے فاطمہ کو اور ان کی نسل کو آگ پر حرام فرما دیا ہے۔

(المہروانیات 2/723)

♥ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَ مُعَذِّبِكِ، وَلَا وَلَدِكِ

رب جل وعلا نہ تجھے عذاب دے گا اور نہ ہی تیری اولاد کو۔

(معجم کبیر للطبرانی 11685 ، مجمع الزوائد 15198 وقال: رواه الطبراني ورجاله ثقات.)

✓ ابنِ عربی فرماتے ہیں:

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ جل وعلا نے اہلِ بیتِ کرام کو فرمانِ باری تعالی:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ شریک فرمایا ہے۔

(کیونکہ رب جل وعلا نے اہلِ بیت سے میل اور گندگی کی دوری کا بیان فرمایا اور) کون سی ایسی میل اور گندگی ہو گی جو گناہوں سے زیادہ گندی اور میلی ہو؟ (پس جب ہر گندگی سے پاک ہیں تو گناہوں سے بھی پاک ہوئے۔)

پس اللہ جل وعلا نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو مغفرت کے ذریعے اس سے پاک فرما دیا ہے۔ پس جو چیز ہمارے حق میں گناہ ہوا اگر (بفرضِ محال) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صادر ہوتا (اگرچہ ایسا کبھی نہ ہوا اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ لیکن بفرضِ محال اگر ایسا کوئی معاملہ صادر ہوتا) جب بھی ظاہری صورت کے لحاظ سے گناہ ہوتا، درحقیقت گناہ نہ ہوتا۔

کیونکہ ایسے کسی امر کی وجہ سے نہ تو رب جل وعلا کی طرف سے مذمت لاحق ہوتی اور نہ ہی ازروئے شرع ہمارے لیے مذمت جائز ہوتی۔۔۔ پس اگر وہ فرضی امر حقیقی طور پہ گناہ ہوتا تو اس پہ وہ مذمت ہونی چاہیے تھی جو گناہ پہ ہوتی ہے۔ لیکن ایسی صورت میں اس فرمانِ باری تعالی کے معنی صادق نہ آتے:

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

یعنی: تاکہ اے اہلِ بیتِ رسول! اللہ جل وعلا تم سے پلیدی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

پس سیدہ فاطمہ زہراء کی اولاد میں سے سارے ساداتِ کرام اور وہ لوگ جو حضرت سلمان فارسی کی طرح اہلِ بیتِ کرام سے شمار ہوئے قیامت تک کے لیے اس آیت کے حکمِ بخشش میں داخل ہو گئے۔

پس اہلبیتِ کرام پہ خاص فضلِ الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے شرف اور آپ ﷺ پر عنایتِ ربانیہ کے سبب اہلِ بیت پر مہربانی کی وجہ سے وہ سبھی پاک فرمادیئے گئے ہیں۔

ابنِ عربی فرماتے ہیں:

اہلِ بیتِ کرام کے لیے اس عظیم شرف کا حکم آخرت میں ظاہر ہو گا۔ کیونکہ ان کا حشر بخشے ہوئے ہو گا۔ رہی بات دنیا کی تو ان میں سے جو شخص کسی حد کو پہنچے تو حد اس پہ جاری کی جائے گی۔ جیسے تائب کا معاملہ حاکم تک پہنچے کہ اس نے بدکاری کی یا چوری کی یا شراب پی تو (توبہ کرنے کے بعد بھی حاکم) اس پہ حد جاری کرتا ہے باوجودیکہ (توبہ

کی وجہ سے اس کی) مغفرت ہو چکی جیسے حضرت ماعز اور آپ کی امثال۔ لیکن ایسے شخص کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔

پھر فرمایا:

ہر مسلمان اللہ جل وعلا اور اللہ جل وعلا کے نازل کردہ پہ ایمان رکھنے والے کو چاہیے کہ فرمانِ باری تعالی:

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

میں رب جل وعلا کی تصدیق کرے۔ لہذا اعتقاد رکھے کہ:

اہلِ بیتِ کرام سے جو کچھ بھی صادر ہو، بے شک اللہ جل وعلا نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔

لہذا کسی بھی مسلمان کو نہیں چاہیے کہ وہ اہلِ بیت میں سے کسی کو برا بھلا کہے اور نہ ہی ایسی شخصیات کی برائی کرے جن کی پاکی اور پلیدی سے دوری کی گواہی اللہ جل وعلا نے دی ہو۔ (اور یہ گواہی) کسی ایسے عمل کی وجہ سے نہیں جو انہوں نے کیا اور نہ ہی کسی ایسی بھلائی کے سبب جسے وہ آگے بھیج چکے بلکہ محض اللہ جل وعلا کی ان پر عنایتِ سابقہ کے باعث اور یہ فضلِ خداوندی ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ جل وعلا بڑے فضل والا ہے۔

(الفتوحات المکیۃ 1/196)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

علامہ یوسف نبہانی کی گفتگو

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالی نے "الشرف المؤبد" میں مستقل فصل باندھی جس کو عنوان دیا:

ومن خصائصهم رضي الله تعالى عنهم: طلب إكرام فاسقهم وتوقيره واعتقاد أن ذنبه مغفور , وأن الله تعالى متجاوز عن سيئاته

یعنی اہلِ بیتِ کرام کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ:

اس گھرانے کے کسی شخص کا کردار ایسا ہو کہ اگر کسی دوسرے کا ہوتا تو اسے فاسق کہا جاتا، ایسے شخص کی تعظیم و تکریم بھی مطلوب ہے اور اس بات کا اعتقاد بھی ہونا چاہیے کہ ان حضرات کا گناہ بخش دیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ جل وعلا ان کی سیئات سے در گزر فرمانے والا ہے۔

پھر فرمایا:

ولابد ولو بتوفيق الله تعالى إياه للتوبة النصوح قبل الموت قال تعالى: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا}. وقال صلى الله عليه وآله وسلم:" يا بني عبد المطلب إني سألت الله لكم ثلاثا: أن يثبت قائمكم , وأن يهدي ضالكم , وأن يعلم جاهلكم ".

یعنی ساداتِ کرام کے حق میں بخشش و مغفرت ضروری ہے چاہے قبل از وصال اللہ جل وعلا کی طرف سے توبۂ نصوح کی توفیق ہی کی صورت میں ہو۔ اللہ جل وعلا نے فرمایا:

اے اہلِ بیتِ مصطفی ﷺ ! اللہ جل وعلا تو یہی ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے پلیدی کو

دور فرمادے اور تمہیں خوب ستھرا کردے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

اے اولادِ عبد المطلب!

میں نے اللہ جل وعلا سے تمہارے لیے تین باتیں مانگی ہیں:

تمہارے کھڑے ہونے والے کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ تمہارے بھٹکے ہوئے کو ہدایت دے۔ اور تمہارے جاہل کو علم سے نوازے۔

آیت وحدیث ذکر کرنے کے بعد علامہ نبہانی نے فرمایا:

وقد تقدم قوله صلى الله عليه وآله وسلم:" إن فاطمة قد أحصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار". وغيره من الأحاديث الدالة على القطع لهم بالجنة من غير سابقة عذاب

یعنی اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی گزر چکا:

بے شک سیدہ فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ جل وعلا نے اسے اور اس کی اولاد کو جہنم پر حرام فرمادیا۔

اور اس کے علاوہ وہ احادیث (بھی بیان ہو چکیں) جو اہلِ بیتِ کرام کے لیے بغیر سبقتِ عذاب کے جنت کے یقینی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

(الشرف المؤبد ص50)

تنبیہ:

سطورِ بالا میں جن عنایاتِ ربانیہ کا ذکر ہوا ان کے لیے ایمان کی سلامتی ضروری ہے۔

اعلیحضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں:

ہاں سلامت ایمان کے اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سیّد ہیں اُن سے اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے۔

حدیث ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها االله وذریتها علی النار

رواه البزار و ابویعلی والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصح وتمام فی فوائد ه کلهم عن عبداالله بن مسعود رضی الله تعالٰی عنه۔

بے شک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ تعالٰی نے اس پر اوراس کی اولاد پر دوزخ کی آگ حرام فرمادی۔

اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 639)

علامہ مناوی کے موقف کارد

علامہ عبد الرؤف مناوی نے یہ موقف اختیار کیا کہ:

سیدہ زہراء کی حقیقی اولاد یعنی حسنینِ کریمین کے حق میں تو جہنم کی آگ مطلقا حرام ہے لیکن بعد والوں کے حق میں جہنم مطلقا حرام نہیں البتہ ہیشگی حرام ہے۔ یعنی اگر کسی سید کو معاذ اللہ شامتِ اعمال کے باعث جہنم جانا پڑا تو نسب کی برکت سے اسے ایک نا ایک دن جہنم سے چھٹکارا ضرور ملے گا۔۔۔ لیکن امام احمد رضا خان کی نظر میں علامہ عبد الرؤف مناوی کی یہ رائے کمزور ہے اور حق یہ ہے کہ قیامت تک آنے والی

اولادِ فاطمہ میں سے کوئی شخص سرے سے آگ میں جائے گا ہی نہیں۔ فرمایا:

وزعم المناوی اماهی وابناها فالمراد فی حقهم التحریم المطلق، واما من عداهم فالمحرم علیهم نارالخلود اه

مناوی نے کہا کہ خود خاتونِ جنت اور ان کے دونوں بیٹوں کے حق میں تو مطلقاً دوزخ کا حرام ہونا مراد ہے۔ لیکن ان کے غیر میں دائمی طور پر دوزخ میں رہنا حرام ہے اھ۔

علامہ مناوی کی گفتگو ذکر کرکے فرمایا:

ورأیتنی کتبت علیه اقول : قد علم المحفوظون من اهل السنة والجماعة ان نارالخلو: محرمة علٰی کل من قال لا اله الا االله فما خصوصیة ذریة زهراء بل المعنی بحول العزیز المقتدر هو التمعمیم واالله ذوالفضل العظیم۔ واالله تعالٰی اعلم

مجھے یاد ہے کہ میں نے اس پر یوں لکھا۔ اقول: (میں کہتا ہوں) اہلِ سنت و جماعت جو کہ محفوظ ہیں جانتے ہیں کہ دوزخ میں دائمی طور پر رہنا تو ہر اس شخص پر حرام ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ اس میں سیدہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی اولاد کی کیا تخصیص ہوئی بلکہ عزت واقتدار والے معبود کی توفیق سے معنی میں تعمیم ہے یعنی مطلقاً حرمت۔ اللہ تعالٰی بڑے فضل والا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 639)

تیسرا باب

"ولدِ عاق"

اہلِ ایمان سے مخفی نہیں کہ اربابِ بدعت لائقِ تعظیم و تکریم نہیں۔ بلکہ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی، تحقیق اس نے قصرِ اسلام ڈھانے میں مدد کی۔

(المعجم الاوسط للطبرانی 6772، الشریعۃ للآجری 2039، 2040)

یونہی حضرت عبد اللہ بن بسر سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی، تحقیق اس نے قصرِ اسلام ڈھانے میں مدد کی۔

(حلیۃ الاولیاء 5/218)

لیکن ساداتِ کرام پر اعتراض کرنے والے وہ لوگ ہیں جن میں سے بیشتر کے ہاں اہلِ بدعت انتہائی معظم و محترم سمجھے جاتے ہیں۔ ہم سطورِ بالا میں ذکر کر چکے کہ مفتی منیب الرحمن صاحب کا اہلِ بدعت کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے ساتھ میل جول، کھانا پینا عام و خاص کو معلوم ہے، البتہ ان کی نظر میں "سادات" کی تعظیم کے لیے سخت ضابطے ہیں۔

ہم سطورِ بالا میں مفتی منیب الرحمن صاحب کا فرمانِ گرامی ذکر کر چکے کہ آپ نے فرمایا:

"سید ہے، بد عمل ہے، بد مذہب ہے، تو پھر احترام کا حقدار نہیں ہو سکتا"

نظریاتی اختلاف کے حامل سید صاحب

میں کہتا ہوں:

اگر سید صاحب کے نظریات میں فرق آجائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(1): فرق قلیل ہے اور اسمِ اسلام اس نظریہ کو شامل ہے۔ ایسی صورت میں سید صاحب کی تعظیم برقرار رہے گی۔

(2): کسی شخص کا نظریہ حد کفر تک پہنچ چکا ہو (والعیاذ باللہ تعالی) تو اب وہ شخص سید نہ رہا اور نہ ہی اس کی تعظیم ہو گی۔

اعلیحضرت کی گواہی

فتاوی رضویہ میں ہے:

بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی۔ ہاں اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔

قال اللہ تعالیٰ :

انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح

اے نوح (علیہ السلام) وہ یعنی تیرا بیٹا تیرے خاندان اور گھرانے والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔

(فتاوی رضویہ 22/423)

علامہ ابنِ حجر کی گواہی

علامہ ابنِ حجر ہیتمی فرماتے ہیں:

الكفر إن فرض وقوعه لأحد من أهل البيت والعياذ بالله هو الذي يقطع النسبة بين من وقع منه وبين مشرفه صلى الله عليه وآله وسلم

اگر اہلِ بیتِ کرام میں سے کسی شخص سے بالفرض کفر واقع ہو (اللہ کی پناہ) تو یہ وہ چیز ہے جو اس شخص کے بیچ جس سے واقع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے درمیان سے نسبت ختم کر دیتا ہے۔

(فتاوی حدیثیہ ص120)

تنبیہ نبیہ

علامہ ابنِ حجر ہیتمی رحمہ اللہ تعالی سطورِ بالا میں درج حکم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وإنما قلت إن فرض لأنني أكاد أجزم أن حقيقة الكفر لا تقع مما

علم أتصال نسبه الصحيح بتلك البضعة الكريمة , حاشاهم الله من ذلك , وقد أحال بعضهم وقوع نحو الزنا واللواط , ممن علم شرفه فما ظنك بالكفر؟

میں نے "بالفرض" اس لیے کہا، کیونکہ مجھے تقریباً جزم ہے کہ جس کے نسبِ صحیح کا اس بزرگ جزءِ اقدس سے متصل ہونا معلوم ہو ان سے حقیقی کفر واقع نہیں ہوتا۔ اللہ جل وعلا انہیں اس سے محفوظ رکھے۔ بعض اہلِ علم نے زنا اور لواطت تک کا صدور ان بزرگ ہستیوں سے محال قرار دیا ہے، (جب سید صحیح النسب سے فواحش کا صدور بھی محال ہو) پھر آپ کفر کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؟

(الفتاوی الحدیثیۃ ص120)

علامہ نبہانی اس گفتگو کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وهو كلام في غاية التحقيق , وسوى أن قوله أكاد أجزم أن حقيقة الكفر لا تقع إلى آخره الأولى فيه حذف أكاد لما تقدم في المقصد الأول من آية التطهير والأحاديث الواردة بالقطع لهم في الجنة وعدم انقطاع نسبهم يوم القيامة فإنه يدل على عدم وقوع حقيقة الكفر منهم بيقين

یہ انتہائی تحقیقی گفتگو ہے۔ سوائے علامہ ابنِ حجر کے لفظ "مجھے تقریباً جزم ہے کہ الخ" بہتر یہ ہے کہ اس گفتگو سے لفظِ "تقریباً" کو ہٹا دیا جائے۔ کیونکہ (کتاب الشرف المؤبد کے) پہلے مقصد میں آیتِ تطہیر اور سادات کِرام کے لیے یقینی جنت اور قیامت کے روز ان کے نسب کے باقی رہنے سے متعلق احادیث بیان ہو چکیں۔ یہ

سب یقینی طور پر دلالت کرتا ہے کہ:

سادات ِکرام سے حقیقی کفر صادر ہو ہی نہیں سکتا۔

(الشرف المؤبد ص53)

شیخ محمد فاسی کا خواب

شیخ محمد فاسی کہتے ہیں کہ میں حسینی ساداتِ مدینہ کے اہلِ سنت سے تعصب کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا تھا۔ ایک روز میں دن کے وقت مسجدِ نبوی شریف میں قبرِ انور علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے سامنے سویا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔

آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے میرا نام لے کر مجھے پکارا اور فرمایا:

کیا بات ہے تجھے میری اولاد سے بغض کیوں ہے؟

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہر گز نہیں۔ میں تو ان کے اہلِ سنت سے تعصب کی وجہ سے بغض رکھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

فقہی مسئلہ ہے۔ کیا نافرمان اولاد کا نسب معتبر نہیں ہوتا؟

میں نے عرض کی: کیوں نہیں یارسول اللہ!

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ نافرمان اولاد ہیں۔"

شیخ ابو عبد اللہ محمد فاسی کہتے ہیں: میں جاگ گیا اور میرے دل سے سادات کے خلاف سارا بغض ختم ہو چکا تھا۔

اس کے بعد میں جس سید سے بھی ملا تو اس کے اکرام میں مبالغہ کیا۔

ساداتِ کرام کے دربار میں دست بستہ درخواست

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فانظر أيها الشريف إلى تسمية النبي صلى الله عليه وآله وسلم المتعصب على أهل السنة ولد عاقا , وتذكر أن عقوق مطلق الوالدين من الكبائر, فما بالك بعقوق جدك المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم.

اے سید زادے!

دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلِ سنت کے خلاف تعصب رکھنے والے کو "نافرمان اولاد" فرمارہے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ والدین کی نافرمانی مطلقا کبیرہ گناہوں سے ہے۔ پھر آپ اپنے جدِ اعلیٰ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؟

(الشرف المؤبد ص 51)

علامہ نبہانی کی گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ:

اس خواب میں عام امتیوں کو بھی دعوتِ فکر ہے اور ساداتِ کرام کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔

عام امتیوں کو روا نہیں کہ کسی بھی سید کی بے ادبی کریں، کسی بھی سید کے خلاف بغض رکھیں۔۔۔ چاہے ان کے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ حتیٰ کہ اگر فکری فرق بھی آ چکا ہو، بشرطیکہ وہ فرق اسمِ اسلام کے اندر رہو۔۔۔ جب بھی نسب کی وجہ سے سید کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔

اور ساداتِ کرام کے لیے بھی دعوتِ فکر ہے۔۔۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ سنت کے خلاف تعصب رکھنے والے سادات کو "نافرمان اولاد" قرار دیا ہے۔ اور نافرمانی تو کسی بھی باپ کی حرام ہے، چہ جائیکہ نافرمانی اس جد امجد کی ہو جو اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔۔۔ لہذا وہ ساداتِ کرام جو منہجِ اہلسنت سے روگرداں ہو چکے ہوں انہیں اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔

باغ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت	تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت
کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلبیت	مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوانِ اہلبیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں	آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت
مصطفٰے عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں	ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت
انکے گھر بے اجازت جبریل آتے نہیں	قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت
اہلِ بیتِ پاک سے گستاخاں بے باکیاں	لعنة الله عليكم دشمنانِ اہلبیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنادوائے حسنؔ	یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہلبیت

خاتمہ

تعظیمِ صحابہ کے بیان میں

اہلِ بیتِ مصطفی ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ از حد ضروری ہے کہ دل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صحابہ کے بغض سے خالی اور زبان ان بزرگ ہستیوں پر اعتراض سے پاک رہے۔

صحابۂ کرام پر اعتراض در حقیقت دینِ اسلام پر اعتراض بنتا ہے، کیونکہ قرآن و سنت بلکہ سارے کا سارا دین ہم تک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صحابہ ہی کی وساطت سے پہنچا۔ پس جب کوئی شخص قرآن و حدیث کے راویوں پر اعتراض کرے گا تو در پردہ اس کا اعتراض قرآن و حدیث پر بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے جابجا تصریح فرمائی کہ:

صحابہ کی بے ادبی کبھی کفر اور کبھی بدعت و فسق ہے۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

فسبهم والطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعية فكفر كقذف عائشة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہَا والا فبدعة وفسق۔

صحابۂ کرام کو برا بھلا کہنا اور ان کے بارے میں طعن کرنا اگر ادلہ قطعیہ کے مخالف ہو تو کفر ہے، جیسے سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پہ تہمت باندھنا، ورنہ بدعت و فسق ہے۔

(شرح العقائد النسفیۃ، ص337)

ابوزرعہ کہتے ہیں:

إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق , وذلك أن الرسول صلى الله عليه وسلم عندنا حق , والقرآن حق , وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم , وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة , والجرح بهم أولى وهم زنادقة

جب تو کسی شخص کو دیکھے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی میں عیب نکال رہا ہے تو جان لے کہ وہ زندیق ہے۔ اور یہ اس لیے کہ ہمارے نزدیک رسول بھی حق ہیں اور قرآن بھی حق ہے۔ اور ہم تک یہ "قرآن اور سنن" رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے پہنچائیں۔ تو جو لوگ صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو مجروح کر ڈالیں، تاکہ کتاب وسنت کو باطل قرار دے سکیں۔ حالانکہ یہ لوگ (یعنی اعتراض کرنے والے) جرح کے زیادہ حق دار ہیں اور زندیق ہیں۔

(الکفایۃ ص49)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

لا يجوز لأحد أن يذكر شيئا من مساويهم ولا يطعن عَلَى أحد منهم بعيب ولا بنقص فمن فعل ذلك فقد وجب عَلَى السلطان تأديبه وعقوبته ليس له أن يعفو عنه بل يعاقبه ويستتيبه فإن تاب قبل منه وإن ثبت عاد عليه بالعقوبة وخلده الحبس حتى يموت أو يراجع

کسی کے لیے جائز نہیں کہ صحابہ کرام کی برائیاں بیان کرے اور نہ ہی یہ کہ ان میں سے کسی پر عیب یا نقص کا الزام لگائے۔ جو شخص ایسا کرے تو سلطان پہ اس کی تادیب

وسزاواجب ہے۔ اسے اجازت نہیں کہ ایسے شخص کو چھوڑ دے، بلکہ اسے سزا دے اور اس سے توبہ کا تقاضا کرے۔ اگر وہ توبہ کرے تو توبہ قبول کرلی جائے، اور اگر پیچھے نہ ہٹے تو اسے پھر سزا دے اور ہمیشہ کے لیے قید میں ڈال دے، تا آنکہ گستاخِ صحابہ مر جائے یا توبہ کرلے۔

(طبقات الحنابلۃ 1/30)

مزید فرمایا:

فمن ذكر أحدًا من أصحاب محمد عليه السلام بسوء أو طعن عليهم أو تبرأ من أحد منهم أو سبهم أو عرض بعيبهم فهو رافضي خبيث مخبث

توجس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو برائی کے ساتھ ذکر کیا، یا ان پہ طعن کیا، یا ان میں سے کسی سے بیزاری کا اظہار کیا، یا انہیں برا بھلا کہا، یا اشارۃً ان کے عیب کو بیان کیا تو وہ رافضی اور سخت خبیث ہے۔

(طبقات الحنابلۃ 1/33)

لہذا:

کوئی بھی شخص چاہے اس کا تعلق کسی بھی فرقہ یا گروہ سے ہو، اگر اہلبیتِ کرام کی محبت کی آڑ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی سے بغض رکھے گا یا بے ادبی کرے گا تو اس کا یہ فعل کبھی فسق قرار پائے گا اور کبھی (معاذ اللہ) کفر بھی ہو سکتا ہے۔

اہلبیتِ رسول ﷺ سے محبت کا دعوی کسی بھی شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی صحابی کے معاملے میں بے ادبی سے کام لے یا بے اعتنائی برتے۔

اہلِسنت صحابہ واہلبیت میں سے ہر ایک کا ادب واحترام بجالاتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ فرقِ مراتب کالحاظ بھی ضروری ہے، کیونکہ:

گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی

(اگر تم مراتب کا فرق ملحوظ نہ رکھوگے تو نری بے دینی ہے۔)

اللہ کریم جل وعلا سے دعا ہے کہ رب کریم جل وعلا ہمیں باادب بنائے اور بے ادبوں سے محفوظ رکھے۔ اہلِسنت کا اچھی قیادت عطا فرمائے، ایسی قیادت جو اہلِسنت کی ناؤ کو حقیقی معنوں میں سوئے مدینہ لے جانے میں اپنا کردار اداء کرے۔

آمین

بحرمة النبی الامین

علیه وعلی آله وصحبه الصلاة والتسلیم

انا العبد الفقیر الی مولای الغنی

ابو اریب محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

21 رجب المرجب 1442ھ / 06 مارچ 2021ء

ضمیمہ

جس دن یہ تحریر مکمل ہوئی اسی دن سننے میں آیا کہ مفتی منیب الرحمن صاحب نے چھ ماہ قبل کراچی ریلی میں لگائے گئے "معاویہ کی سیاست زندہ باد" نعرے سے اظہارِ براءت کرلیاہے۔

حالانکہ اس سے پہلے اس نعرے کا باقاعدہ دفاع کیا جاتا رہا اور جن اہلِ علم اور بالخصوص ساداتِ کرام نے اس نعرے کی مخالفت کی ان کو رافضی قرار دیا جاتا رہا۔ پھر جب امتِ مسلمہ خوب دست بگریباں ہونے کے بعد اس بات کو تقریبا بھلا چکی تھی کہ مفتی منیب الرحمان صاحب نے معاملہ کو پھر سے تازہ کرتے ہوئے اس نعرہ کو غیر سنی نعرہ قرار دیتے ہوئے اس سے براءت کا اظہار فرمادیا۔

غیر سنی نعرہ ہو یا فکر یا طرزِ عمل اس سے براءت ضروری ہے لیکن مفتی منیب الرحمن صاحب کا "طرزِ براءت" کچھ عجیب بلکہ بہت ہی عجیب تھا، اس لیے اس سلسلے میں چند سطور حوالۂ قرطاس کیں اور مناسب سمجھتا ہوں کہ انہیں بھی ہدیۂ قارئین کیا جائے:

"بہت دیر کی مہرباں آتے آتے"

آج 06 مارچ 2021ء کو نمازِ مغرب کے بعد معلوم ہوا کہ:

مفتی منیب الرحمن صاحب نے چھ ماہ قبل لگائے گئے نعرہ": معاویہ کی سیاست زندہ باد" سے براءت کا اعلان کر دیا ہے۔

ہمیں کسی کی نیتوں کے پیچھے پڑنے کا کوئی حق نہیں ، ہم امید کرتے ہیں کہ مفتی منیب الرحمن صاحب نے صدقِ دل سے اس نعرہ سے براءت کا اعلان کیا ہو گا۔لیکن بحیثیتِ مسلمان ہمارے ذہن میں چند باتیں ضرور آئیں:

اس نعرہ کو لگے چھ ماہ گزر چکے۔۔۔

اس نعرہ کو لے کر اہلِسنت کی صفوں میں شدید تناؤ اور کھینچا تانی کی کیفیت پیدا ہوئی۔۔۔

ایک دوسرے کے خلاف فتوی بازی کی نوبت آئی۔۔۔

جن حضرات نے اس نعرے کو "غیر سنی نعرہ" کہا انہیں رافضی ، نیم رافضی ، تفضیلی ، گستاخِ حضرت معاویہ تک قرار دیا گیا۔۔۔

لیکن مفتی منیب الرحمن صاحب خاموش تماشائی بنے تماشا دیکھتے رہے۔

ان چھ ماہ کے اندر اس نعرہ کی حمایت میں بہت کچھ لکھا بھی گیا۔۔۔

سوشل میڈیا گواہ ہے کہ اس نعرہ کی حمایت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں پوسٹیں کی گئیں۔سنی علماء کی پگڑیاں اچھالی گئیں۔۔۔

اور اب جب ایک طبقے نے اس نعرہ کو "سنی نعرہ" قرار دے کر نہ صرف دل وجان سے اپنا لیا تھا ، بلکہ ہر اس شخص کو اہلِسنت سے خارج گمان کرنے لگ گئے تھے جو اس نعرہ پر کسی طرح سے چون وچرا کرے۔۔۔۔

اب آکر مفتی منیب صاحب نے فرمایا:

"ریلی میں سیاستِ معاویہ زندہ باد کا نعرہ لگا۔وہ ہمارا نعرہ نہیں تھا۔ہمارے

جس ساتھی نے لگایا انہوں نے بھی کہا کہ مجھے خیال نہیں رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن ہم نے اس سے اعلانِ براءت کیا ہے۔"

بسوخت دیدہ ز حیرت کہ این چہ بوالعجبیست۔۔۔؟؟؟

مفتی صاحب نے دو ٹوک الفاظ میں فرما دیا کہ:

"وہ ہمارا نعرہ نہیں تھا۔"

مفتی صاحب!

جب وہ نعرہ اہلِسنت کا نہیں تھا تو پھر اس کا اعتراف کرنے کے لیے چھ ماہ کا انتظار کیوں؟

ان چھ ماہ میں اہلِسنت کا جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون؟

جن علماء کی پگڑیاں اچھالی گئیں اس کا ذمہ دار کون؟

اس سے قبل کئی بزرگ شخصیات آپ سے اس نعرہ کے بارے میں بات چیت کر چکی ہیں اور ان میں سرِ فہرست **قبلہ امیرِ اہلِسنت سائیں پیر عبد الخالق قادری صاحب (زیبِ سجادہ خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف)** کی شخصیت ہے۔۔۔ بار بار توجہ دلانے کے باوجود آپ نے اس نعرہ سے اعلانِ براءت کے لیے چھ ماہ تک امتِ مسلمہ کو آزمائش میں کیوں ڈالا؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ اب فضا آپ کے مخالف ہو چکی ہے۔۔۔

آپ کی کشتی ساداتِ کرام کے خلاف سخت الفاظ استعمال کرنے کے سبب بھنور میں پھنس چکی ہے۔۔۔
بد مذہبوں کے پیچھے نماز کے مسئلہ کو لے کر آپ کے خلاف اہلِسنت کی صفوں میں کھلے الفاظ میں تنقید جاری ہے۔۔۔
حسام الحرمین کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو کڑے اعتراضات کا سامنا ہے۔۔۔
آپ کے سر بد مذہبوں کی مساجد کے ساتھ تعاون کا الزام آ چکا ہے۔۔۔
کہیں ایسا تو نہیں کہ: اس موقع پر عوام کی توجہ کو ہٹانے کے لیے آپ نے چھ ماہ پہلے لگائے گئے نعرہ سے اظہارِ براءت کر دیا ہو؟؟؟
اپنی نیت کو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں لیکن یہ سوالات سنی مسلمان کے ذہن میں اٹھیں گے کہ:
ایک غیر سنی نعرہ جسے چھ ماہ بعد آپ نے بھی غیر سنی نعرہ قرار دے دیا، وہ آپ کے زیرِ قیادت ریلی میں لگا، آپ کو اس کے بارے میں متوجہ بھی کیا جاتا رہا، لیکن چھ ماہ تک آپ نے سنیوں کی صفوں میں لڑائی جھگڑا برداشت کیے رکھا۔۔۔اور چھ ماہ بعد اس سے براءت کا اظہار کر کے ایک نیا موضوع کھول دیا۔۔۔
کاش آپ اسی ریلی میں اس نعرہ سے براءت کا اظہار فرما دیتے۔۔۔
یا کم از کم جب آپ نے اہلِسنت کو دست بگریباں دیکھا تھا جب اس نعرہ

سے براءت ظاہر کر دیتے۔۔۔
اور کاش کہ آپ آج کی گفتگو میں اپنے دیگر معاملات کو بھی صاف کر دیتے۔۔۔ حسام الحرمین کی اعلانیہ تصدیق کر دیتے۔۔۔ بد مذہبوں کے پیچھے نماز کے مسئلہ کی وضاحت کر دیتے۔۔۔ احترامِ سادات کی بابت بیان کیے گئے غلط مسئلہ سے بھی بیزاری ظاہر کر دیتے۔۔۔۔بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کو "اہلِسنت اتحاد" قرار دینے والے مسئلہ پر بھی گفتگو فرما دیتے۔۔۔ آپ کے خطاب کے دوران بد مذہبوں کی جانب سے لگنے والے نعرہ "سارے سنی بھائی بھائی" کی مذمت فرما دیتے۔۔۔
لیکن شاید ان سارے مسائل کے لیے اہلِسنت کی آزمائش ابھی باقی ہے۔۔۔
ابھی ہمیں مزید چھ آٹھ مہینے لڑنا پڑے گا۔۔۔
ایک دوسرے پر فتوے لگانا پڑیں گے۔۔۔
ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا پڑے گا۔۔۔
زمانے کو تماشا دکھانا پڑے گا۔۔۔
پھر جا کر کہیں چھ آٹھ مہینے بعد آپ ان میں سے کسی ایک سے اظہارِ براءت کریں گے۔۔۔
پھر اگلے چھ آٹھ مہینے ہمیں یہی سب کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔اور اس کے بعد کسی اور مسئلہ سے اظہارِ براءت ہو جائے گا۔۔۔
اسی کشمکش میں سالوں گزر جائیں گے اور اہلِسنت لڑتے رہیں گے اور آپ چھ

چھ ماہ کے فاصلے سے اظہارِ براءت فرماتے رہیں گے۔۔۔

اور آپ کے طرزِ عمل سے امید ہے کہ کسی ایک مسئلہ سے اظہارِ براءت سے پہلے آپ اور کئی موضوعات امت کو دے دیں گے جن کو لے کر امت لڑتی رہے گی۔۔۔۔جیسا کہ اب کی بار آپ نے کیا کہ ایک محاذ کو بند کرنے سے پہلے کئی ایک محاذ کھول دیئے ہیں۔۔۔

اگر ایسا ہی رہا تو:

؎"کارِ امت تمام خواہد شد"

اور آخر میں ناصبیوں کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ آپ کے امام صاحب کم از کم ایک مسئلہ میں ہی سہی لیکن آپ کی وضع کردہ رافضیت قبول کر چکے ہیں۔۔۔لہذا آئندہ رافضیت کے عنوان سے لگائے جانے والے فتاوی میں مفتی منیب الرحمن صاحب کا نام بھی یاد رکھا جائے۔۔۔!!!

از قلم: چمن زمان

سکھر

21رجب المرجب1442ھ / 06مارچ2021ء

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا